الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 10 / اگست 2012ء | 20 / رمضان 1433 ہجری قمری — 10 / ظہور 1391 ہجری شمسی | شمارہ 32

روزے عبادت کا دروازہ ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’ہر چیز کا ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں‘‘۔

(جامع الصغیر)

2010ء اور 2011ء کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسانات کا روح پرور تذکرہ۔

دوران سال 121 تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا۔ 102 ممالک میں تبلیغی مراکز، مشن ہاؤسز کی تعداد 2325 ہوچکی ہے۔

دوران سال 549 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ 38 زبانوں میں طبع ہوئے جن کی تعداد 76 لاکھ 78 ہزار 844 ہے۔

لیف لیٹس اور فلائرز کی تقسیم کے منصوبہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت ڈالی ہے۔

5096 بکسٹالز اور 91 بک فیئرز میں شمولیت کے ذریعہ لاکھوں افراد تک پیغام پہنچا۔ قرآن مجید اور اس کے تراجم کی 2095 نمائشوں کا انعقاد اور نیک اثرات کا تذکرہ۔

ریویو آف ریلیجنز، احمدیہ پرنٹنگ پریس، مختلف زبانوں کے مرکزی ڈیسکس کی مساعی اور ایم ٹی اے 3 العربیہ کے بارہ میں لوگوں کے تأثرات کا بیان

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے 45ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 23 / جولائی 2011ء بروز ہفتہ بعد دوپہر کے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب)

(دوسری قسط)

تبلیغی مراکز

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورانِ سال ہمارے تبلیغی مراکز میں، مشن ہاؤسز میں 121 کا اضافہ ہوا ہے۔ اب تک گزشتہ سالوں کو شامل کرکے 102 ممالک میں تبلیغی مراکز، مشن ہاؤسز کی تعداد تیئیس سو پچیس (2325) ہوچکی ہے۔

تبلیغی مراکز کے قیام میں انڈیا کی جماعت سرِفہرست ہے جہاں اس سال 26 تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا ہے۔ اُس کے بعد 14 سیرالیون میں اور پھر برکینا فاسو، کینیا، مالی وغیرہ میں اور دوسرے افریقن ممالک میں۔ اسی طرح کینیڈا میں، امریکہ میں بفلو (Buffalo) میں بھی تبلیغی مراکز قائم ہوئے ہیں۔ فلپائن میں بھی ایک تبلیغی مرکز کا اضافہ ہوا ہے۔ یوکے میں دورانِ سال چار تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا ہے۔

یہ ممالک مَیں وہ بیان کرنے لگا ہوں جہاں جماعت کا پہلا تبلیغی مرکز قائم ہوا ہے، مشن ہاؤس قائم ہوا ہے۔ ڈومینیکن ریپبلک میں ایک عمارت کرائے پر حاصل کی جہاں جماعت کا پہلا سینٹر قائم کیا گیا ہے۔ ہیٹی (Haiti) میں پہلے ہیومینٹی فرسٹ کی عمارت بطور مرکز استعمال ہو رہی تھی۔ اب جماعت نے باقاعدہ ایک عمارت حاصل کرکے اپنا سینٹر قائم کیا ہے۔ اسی طرح بعض اَور ملک ہیں۔

اشاعت لٹریچر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اشاعت کا جو کام ہے وہ 67 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق دورانِ سال 549 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ تقریباً اڑتیس (38) زبانوں میں طبع ہوئے جن کی تعداد چھہتر (76) لاکھ اٹھہتر (78) ہزار آٹھ سو چوالیس (844) ہے، جس میں مختلف زبانیں عربی، ترکش، جرمن وغیرہ شامل ہیں، ان کی تفصیل بیان کرنی مشکل ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب دوبارہ شائع ہوئی ہیں۔ کچھ عربی کتب شائع ہوئی ہیں، کچھ کا عربی ترجمہ ہوا ہے اور تفسیرِ کبیر عربی کی دس جلدیں مکمل ہوگئی ہیں۔ رسالہ الوصیت کا رشین ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اسی طرح کشتی نوح، ایک غلطی کا ازالہ تامل میں، ضرورۃ الامام ملیالم میں، شہادۃ القرآن ہندی میں، یہ انڈیا کی زبانیں ہیں۔ تو اس طرح بہت ساری کتب شائع ہوئی ہیں۔

تفسیرِ کبیر عربی مکمل دس جلدیں شائع ہوگئی ہیں۔ اس کے بارہ میں بعض تأثرات بھی ہیں۔

گنی بساؤ (Guinea Bissau) کے ایک امام محمد کبیر جالو صاحب جنہوں نے سعودی عرب سے اسلامیات میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی ہے اور علاقہ میں ان کا بہت نام ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے بہت سی تفاسیر کا مطالعہ کیا مگر اس جیسی کوئی تفسیر نہیں دیکھی۔ کیونکہ اس میں ہر چیز واضح ہے اور ہر پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اس تفسیر کو پڑھے بغیر کوئی شخص قرآن کے حقیقی معنی نہیں سمجھ سکتا۔ انہوں نے بیعت کرنے سے پہلے ہی احمدیت کی تبلیغ شروع کردی اور گیمبیا کی جماعت کے سالانہ جلسے میں بھی شرکت کی۔ یہ کویت سنٹر میں قرآنِ کریم کے سب سے بڑے عالم سمجھے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جب اس سینٹر میں کلاسز لیتا ہوں تو تفسیرِ کبیر کے علاوہ کچھ نہیں پڑھاتا۔

گیمبیا میں استاد Alie Njie صاحب کو تفسیرِ کبیر دی گئی تو لکھتے ہیں کہ اس تحفہ کے ذریعہ ایک مرتبہ پھر مجھ پر عیاں ہوگیا ہے کہ آپ لوگوں کو غیر مسلم کہنا ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اس وقت تو احمدی ہی بہترین مسلمان ہیں۔

پھر اسی طرح گیمبیا کے ایک اور عالم اپنا اظہار کرتے ہیں کہ مَیں نے بہت سی تفاسیر پڑھی ہیں۔ سینیگال اور گیمبیا کے بہت سے مدارس سے تعلیم حاصل کی ہے۔ مگر اس معیار کی تفسیر میں نے کہیں نہیں دیکھی۔

تراجم قرآن کریم

وکالتِ تصنیف کی رپورٹ کے مطابق نئے تراجم قرآن میں امسال اضافہ تو نہیں ہوا البتہ گھانا کی زبان ’والے‘ (Wale) میں یہ پیش رفت ہوئی ہے کہ اب اُس کی فائنل پروف ریڈنگ ہو رہی ہے۔ جو رپورٹ کے مطابق تین ماہ میں مکمل ہو کر ٹائپ سیٹنگ کا کام شروع ہوجائے گا۔ ساؤتھ پیسیفک کے ملک کریباتی (Kiribati) کی مقامی زبان کریباتی میں ترجمہ قرآن اس وقت ٹائپ سیٹ ہو رہا ہے اور عربی متن پیسٹ کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ جلد چھپ جائے گا۔ اسی طرح گھانا کی زبان فانٹی (Fante) میں قرآنِ کریم کی ٹائپ سیٹنگ ہوچکی ہے۔ جلد انشاء اللہ تعالیٰ طبع ہو جائے گا۔ ان تین تراجم سمیت پندرہ زبانوں میں قرآنِ کریم کے ترجمے پر کام ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد شائع ہو جائے گا۔ اس سے قبل ستر (70) زبانوں میں قرآنِ کریم مکمل چھپ چکا ہے۔ اور اس سال ترکی زبان میں بھی قرآنِ کریم کا نیا ترجمہ تیار کیا گیا ہے۔ پہلے کو ریوائز کیا گیا ہے اور اس میں کچھ نئی ایڈیشن کی گئی ہیں۔ بھارت میں قرآنِ کریم کا ہندی اور پنجابی میں نیا ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اور یہ سب فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان سے شائع ہوا ہے۔ اللہ کے فضل سے جب پریس کی رپورٹ آئے گی تو وہاں بیان ہو جائے گا۔ یہ بھی اچھا کام کر رہا ہے۔

دورانِ سال شائع ہونے والی کتب کا تعارف

یہ تو بڑا مشکل ہے لیکن بہرحال مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔ دورانِ سال قرآنِ کریم کا ترکی زبان میں ترجمہ نئے سرے سے تیار ہو کر طبع کیا گیا۔ اسی طرح اس میں انڈیکس وغیرہ شامل کیا گیا اور اس میں جلال شمس صاحب، غفار صاحب اور ترکی کے امیر صاحب نے بڑا کردار ادا کیا۔ کچھ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ عربی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ترجمے ہوئے ہیں جو ہمارے عربی ڈیسک نے بھی کئے ہیں اور بعض ترجمے انفرادی طور پر مجید عامر صاحب اور محمد احمد نعیم صاحب نے کئے ہیں۔ کچھ مشترکہ کوششوں سے ہوئے ہیں۔

’’تحریکِ جدید ایک الٰہی تحریک‘‘۔ یہ کتاب ہے جو خلفاء احمدیت کے ارشادات اور خطبات اور خطابات کو اکٹھا کرکے کتابی شکل میں بنائی گئی ہے۔ گزشتہ سال تک اس کی پہلی چار جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ الحمدللہ اس سال پانچویں جلد شائع کرنے کی توفیق ملی جو 1974ء سے 1982ء تک خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشادات پر مشتمل ہے۔

ریویو آف ریلیجنز
(The Review of Religions)

گزشتہ سال جب مَیں نے اس کی تحریک کی تھی تو

اُس وقت خریداران کی تعداد بارہ سو چوالیس (1244) تھی۔ اور اب اس جلسہ تک خریداروں کی تعداد آٹھ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ دورانِ سال چھ ہزار سات سو چھپن کا اضافہ ہوا ہے۔ ابھی بھی یہ پیچھے ہیں۔ کم از کم یہ دس ہزار تو ہونی چاہئے۔ اب یہ رسالہ اللہ کے فضل سے بڑے وقت پر شائع ہوتا ہے اور بڑے اچھے مضامین اس میں آ رہے ہیں اور لوگوں کے اچھے فیڈ بیک (feed back) ہیں کہ ہماری نئی نسل کے لئے بھی اور پرانے علمی ذوق رکھنے والوں کے لئے بھی بڑے اچھے نئے مضامین ہیں۔

تقسیم لٹریچر

لیف لیٹس اور فلائرز کی تقسیم کا منصوبہ تھا اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت ڈال دی ہے اور پیغام پہنچانے کے لحاظ سے اس میں درج ذیل ممالک نمایاں ہیں۔ کینیڈا۔ انہوں نے قریباً ایک ملین سے زائد تقسیم کئے ہیں یا الیکٹرک بل بورڈ وغیرہ استعمال کئے ہیں۔ اشتہارات وغیرہ دیئے ہیں۔ بکس سٹالز کے ذریعہ سے پچاسی ملین سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام ان کے ذریعے پہنچا ہے۔ جرمنی میں 1.6 ملین سے زائد لیف لیٹس تقسیم کئے گئے۔ وہاں بھی مختلف ذرائع سے آٹھ ملین سے زائد افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ اللہ کے فضل سے اس دفعہ دورہ میں مَیں نے دیکھا ہے کہ جرمنی میں بھی احمدیت کی طرف غیر معمولی توجہ پیدا ہو رہی ہے اور تعارف بڑھا ہے۔ یوکے کی جماعت نے 1.5 ملین لیف لیٹس تقسیم کئے ہیں۔ سویڈن نے تین لاکھ بیس ہزار فلائرز تقسیم کئے ہیں اور مختلف ذرائع سے دو ملین چار لاکھ افراد تک پیغام پہنچایا ہے۔ ٹرینیڈاڈ میں پانچ لاکھ فلائرز تقسیم کئے گئے۔ ناروے نے دو لاکھ فلائرز تقسیم کئے اور اس طرح تین لاکھ ساٹھ ہزار لوگوں تک پیغام پہنچا۔ بیلجیئم میں چار لاکھ، ہالینڈ میں ساڑھے چار لاکھ، سپین میں ایک لاکھ چودہ ہزار، انڈیا میں تین لاکھ پچاس ہزار لیف لٹس تقسیم کئے گئے۔ افریقن ممالک نائیجیریا میں ایک لاکھ پچاسی ہزار، کانگو کنشاسا (Congo Kinshasa) میں ایک لاکھ دو ہزار، تنزانیہ میں ایک لاکھ، کینیا میں اکہتر ہزار، ٹوگو میں پچھتر ہزار، بینن میں ساٹھ ہزار لیف لیٹس تقسیم کئے گئے۔

لیف لیٹس تقسیم کے دوران جو بعض واقعات پیش آئے، اُن میں سے چند ایک ذکر کر دیتا ہوں۔

✿...... ایک پادری نے پمفلٹ ملنے پر کہا کہ اگر عیسائی بھی اتنی محنت کرتے جتنی کہ آپ کر رہے ہیں تو کبھی ان کو شکست نہ ہوتی۔ یہ جرمنی کا تأثر ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میرا خیال ہے تم لوگ دس نہیں تو چودہ سال میں جرمنی پر غالب آ جاؤ گے۔ میں احمدیوں کو جانتا ہوں یہ دوسرے ترکی مسلمانوں سے قطعاً مختلف ہیں۔

✿...... ایک شخص کو جب پمفلٹ دیا گیا تو اُس نے کہا تم دہشتگرد ہو لیکن جب اُس کے ساتھ تفصیل سے بات ہوئی تو آخر پر اُس نے کہا کہ اگر احمدی سچ بیان کر رہے ہیں تو اسلام کا مطلب امن کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔ جرمنی میں بھی ایک پادری نے پمفلٹ بڑے غور سے پڑھا اور کہا کہ اس پمفلٹ کے ہر لفظ کا پیغام بہت عمدہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ باقی مسلمان بھی اس پیغام کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ اس طرح ایک اخبار نے لکھا کہ بانیٔ سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں نوجوانوں کی تنظیم آج کی دنیا کے سامنے اسلام کی اصل پُرامن اور ترقی پسند تعلیم کو سختی کی تعلیم اور غلطیوں سے آزاد کرنا چاہتی ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ اس پمفلٹ کا یہی پیغام ہے کہ اسلام میں بنیادی انسانی حقوق، آزادیٔ اظہار، مذہبی آزادی اور مذہب کو اختیار یا تبدیل کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ جرمنی کے مبلغ اشرف صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری لوکل امارت 'ویزبادن' میں بسوں اور بڑے پوسٹر کے ذریعے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ شہر کی آبادی دو لاکھ ستر ہزار سے زائد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ذرائع کے علاوہ فلائرز کی تقسیم کے ذریعے سے ساری آبادی تک پیغام پہنچ گیا ہے۔ بسوں میں پوسٹر لگائے گئے، گو ایک ہفتہ کے لئے تھے لیکن وہ اس قدر پسند کئے گئے اور اس پیغام کو اتنا سراہا گیا کہ بغیر معاوضہ کے انتظامیہ نے ایک ماہ سے اوپر ہو چلا ہے کہ اُسے بدستور شہر کی بسوں میں لگایا ہوا ہے۔ ایک جرمن دوست نے دو ہزار سے زائد فلائر کا مطالبہ کیا کہ میں اُسے اپنے خرچ پر تقسیم کروں گا۔

✿...... امریکہ کے مبلغ انچارج نسیم مہدی صاحب لکھتے ہیں کہ جب نیو یارک میں جماعت امریکہ کی طرف سے پریس کانفرنس کی گئی تو نیو یارک کے مشہور اخبار نیو یارک ٹائمز کے ایک سینئر صحافی سیموئیل فریڈمین کا فون آ گیا۔ موصوف ایک مشہور یونیورسٹی میں جرنلزم کے پروفیسر بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے سنا ہے کہ آپ لوگ گھر گھر جا کر امن کا پیغام فلائرز کی شکل میں تقسیم کر رہے ہیں۔ مَیں ایسی کسی بھی ٹیم کے ساتھ امریکہ کے کسی بھی شہر میں اپنے خرچ پر جا کر فلائرز کی تقسیم میں شامل ہونا چاہتا ہوں اور لوگوں کا ردّعمل دیکھ کر ایک کالم لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ چنانچہ انہیں 'ملواکی' شہر میں احمدی خدام کی ٹیم کے ساتھ بھجوایا گیا جس پر انہوں نے بہت ہی خوبصورت کالم لکھا جسے بہت سراہا گیا۔ اس کالم کے نتیجے میں شکاگو، ڈیٹرائٹ اور سان فرانسسکو کے مشہور اخبارات نے خواہش ظاہر کی کہ ہم بھی اپنی صحافی ٹیم آپ کے ساتھ بھجوانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی بہت اچھے کالم لکھے۔ پھر کہتے ہیں کہ اس کے کچھ عرصہ بعد 'میامی' سے امریکہ کے سب سے بڑے سپینش ٹی وی نیٹ ورک نے رابطہ کیا کہ ہم بھی اسی طرح اپنے رپورٹر آپ کی ٹیم کے ساتھ بھیج کر احمدیت پر ایک ڈاکومنٹری تیار کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے رپورٹر اور کیمرہ کریو (crew) ہماری تجویز پر لاس اینجلس بھجوایا۔ یہ رپورٹر ایک خاتون تھی۔ چنانچہ لجنہ کی ایک ٹیم کے ساتھ اُنہیں بھجوانے کا پروگرام بنایا گیا۔ جانے سے پہلے اس خاتون رپورٹر نے کہا کہ میرا برقعہ کہاں ہے؟ چنانچہ اُنہیں برقعہ پہنایا گیا۔ (یہ ڈرامے کرتے ہیں ناں تھوڑے سے) تو انہوں نے ہمارے ساتھ کئی دن رہ کر ڈاکومنٹری تیار کی جو اس سپینش ٹی وی پر دکھائی گئی۔ امریکہ میں اس کے دیکھنے والے چھ ملین لوگ ہیں۔ لیکن بہر حال چاہے جس طرح بھی تھا احمدیت کا حقیقی پیغام چھ ملین لوگوں تک پہنچ گیا اور میکسیکو اور دیگر لاطینی امریکہ میں دیکھنے والے بھی کئی ملین لوگوں نے اُسے دیکھا۔

✿...... ہمارے ایک خادم فرینکفرٹ جرمنی میں فلائر تقسیم کر رہے تھے تو عین اس وقت ایک عیسائی گروپ بعض مسلمان ممالک میں عیسائیوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف جلوس نکال رہا تھا اور وہ مسلمانوں کے خلاف بھی جذبات رکھتے تھے۔ اس دوران ہمارے خادم نے بھی وہاں پر فلائرز تقسیم کیا تو بعض عیسائیوں کی طرف سے بہت غضب کا اظہار ہوا یہاں تک کہ پولیس کو بلوایا گیا جس پر خادم نے کہا کہ مَیں تو ملکی قانون کے مطابق یہاں پر فلائرز تقسیم کر رہا ہوں۔ علاوہ ازیں یہ لوگ یہاں پر نفرت پھیلا رہے ہیں جبکہ مَیں تو محبت کا پیغام دے رہا ہوں۔ اس پر پولیس والوں نے فلائر کو دیکھا اور اس کے بعد اس خادم کو کہا کہ ہم یہاں کھڑے ہیں۔ تم ہماری نگرانی میں تقسیم کرو۔ تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔

✿...... جرمنی سے ہی ایک صاحب لکھتے ہیں کہ ہیمبرگ میں تقسیم کے دوران ایک افریقن شخص ملا جس نے ہمارا فلائر دیکھا۔ اُس پر میری تصویر تھی تو اُس کو دیکھ کر کہتا ہے کہ مَیں ان کے خطبات باقاعدہ سنتا ہوں اور ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تو اُس کو بھی جماعت کا تعارف پیش کیا گیا۔

✿...... جرمنی میں ہی برخسال (Bruchsal) کے صدر صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے خدام اور اطفال Islam for peace کی ٹی شرٹس پہن کر فلائر تقسیم کر رہے تھے تو ایک خاتون کو یہ طریقہ کار اتنا پسند آیا کہ وہ تمام خدام و اطفال کے لئے اپنی جیب سے جوس خرید کر لائی اور کہا کہ مجھے آپ لوگوں کا یہ طریقِ کار پسند آیا ہے یہ میری طرف سے آپ کے لئے چھوٹا سا تحفہ ہے۔

✿...... امریکہ کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ ایک خادم نے بتایا کہ جب وہ ساری رات کی جاب کرنے کے بعد لیف لیٹس تقسیم کرنے کے لئے آئے تو رَش ختم ہو چکا تھا اور خال خال لوگ آ رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں بہت غمگین ہوا اور دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ سارے فلائرز جو میرے پاس ہیں تقسیم ہو جائیں۔ انہوں نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اسی دوران ایک افریقن امریکن آیا اور ایک اشتہار مانگا کچھ دیر بعد واپس مڑ کر آیا اور کہا کہ چار پانچ لیف لیٹس مزید دے دو جو کہ اُسے دے دیئے گئے۔ پندرہ منٹ کے بعد پھر واپس آیا اور بڑی لجاجت سے کہنے لگا کہ کیا تم مجھے سارے اشتہارات دے سکتے ہو؟ پوچھنے پر اس نے کہا کہ اس کی ایک دکان ہے۔ یہ اشتہارات اس کو اتنے اچھے لگے ہیں کہ وہ چاہتا ہے کہ اس اشتہار کو اپنی دکان پر تقسیم کرے۔ تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ تبلیغ کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

✿...... وہاب آدم صاحب امیر غانا لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ملک کی دو بڑی شاہراہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر پر مشتمل دو عدد بل بورڈز لگائے گئے ہیں۔ ان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی خوبصورت تصویر چسپاں ہے جس کے نیچے یہ الفاظ درج ہیں:

"وہ مسیح موعود جس کا مدتوں سے انتظار تھا آ چکا ہے"۔

ایک بورڈ کماسی سے اکرا آنے والی شاہراہ پر ہے۔ دوسرا بورڈ 'اکرا' (Accra) سے سینٹرل ریجن جانے والی سڑک کے کنارے لگا ہوا ہے۔ یہ خوبصورت تصویر یہاں سے گزرنے والوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہے اور اُسے زمانے کے مسیح موعود کی آمد کی خبر دیتی ہے۔ یہ ایک مخلص احمدی نے تیار کروا کے دیئے ہیں اور اصل یہ ہے کہ لگوایا اس لئے گیا ہے کہ وہاں پادریوں نے یہ اعلان بھی کرنا شروع کر دیا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ عنقریب مسیح آسمان سے نازل ہونے والا ہے۔ اس لئے اُس کا انتظار کرو۔ تو اُس پر انہوں نے لگایا کہ تم انتظار نہ کرو وہ تو سو سال پہلے آ چکا ہے۔

✿...... واشنگٹن شہر میں دو مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ فلائر تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا تو اس سے ہفتہ قبل ہی ایک دفعہ شدید برف باری کی اور دوسری دفعہ بارش اور آندھی کے شدید طوفان کی پیشگوئی تھی۔ مجھے بھی دعا کے لئے انہوں نے لکھا۔ فیکسز کیں۔ دعاؤں کے ساتھ کام شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے کام شروع کیا تو طوفان بھی ٹل گیا اور ان کے کام بھی ہوئے۔

✿...... یوکے کو دو ملین اشتہارات ہر گھر میں ڈالنے کی توفیق ملی۔ لجنہ اماء اللہ کے ذمہ سکولوں اور ڈاکٹرز کی سرجری اور لائبریریوں میں پمفلٹس پہنچانے کا کام تھا۔ پانچ ہزار پانچ سو کے ٹارگٹ میں سے چار ہزار اُنسٹھ سکولوں، ڈاکٹر سرجری اور لائبریریوں میں پمفلٹ پہنچایا جا چکا ہے۔ ان کا ایک پروگرام تو 'زی ٹی وی' پر چلایا گیا جس میں ٹی شرٹ تقسیم کر رہے تھے۔ ٹراموں وغیرہ پر بھی اشتہار دیا گیا۔

✿...... پھر ایک ویب سائٹ ہے:

loveforallhatredfornone.org

اس پر بھی ایڈ (ad) دیا جا رہا ہے۔ اب تک تیس ہزار لوگ ویزٹ (Visit) کر چکے ہیں اور چار سو پچاس (450) فون کالز اور کثرت سے ای میلز اس Compaign کے نتیجے میں مل چکی ہیں۔ اخبار میں آرٹیکل بھی آئے ہیں۔

بکسٹالز و بک فیئرز

پانچ ہزار چھیانوے (5096) بک سٹالز اور اکانوے (91) بک فیئرز میں شمولیت کے ذریعے اکیس (21) لاکھ چون (54) ہزار سے اوپر افراد تک پیغام پہنچا۔

قرآن مجید اور اس کے تراجم کی نمائشیں

قرآنِ مجید کی نمائش لگانے کے بارے میں جو مَیں نے کہا تھا اُس میں مجموعی طور پر دو ہزار اُنسٹھ (2059) نمائشوں کے ذریعے تیس (30) لاکھ اکتالیس (41) ہزار آٹھ سو اٹھانوے (889) افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔

✿...... قرآنِ کریم کے تراجم کی نمائش کے بارہ میں یہ تاثرات ہیں کہ ایلورین میں ایک عیسائی دوست مارٹن ایژائی (Marten Ajayi) صاحب نے قرآنِ کریم کے ترجمہ کی نمائش کے موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کے وہ عقائد جو آپ نے یہاں بیان کئے ہیں، مجھے بہت اچھے لگے ہیں۔ مَیں آپ لوگوں کا بہت مشکور ہے کہ آپ نے اس کا بیان اس عمدہ طریق پر کیا ہے۔ لیکن اس موقع پر مَیں یہ بھی کہوں گا کہ آپ میڈیا کو ساتھ لے کر اپنی مسجد میں جائیں اور اعلان کروائیں کہ لوگوں کو مارنا اسلام اور ہمارے عقائد کا حصہ نہیں اور شمال کے مسلمانوں کو بھی یہ بات بتائیں۔ اور اصل سچائی یہ ہے کہ ہم بھی امن سلامتی اور ملکی ترقی کے بارے میں وہی عقائد رکھتے ہیں جو آپ رکھتے ہیں۔ یہ ان کے تاثرات تھے اور بھی کافی تاثرات ہیں۔

✿...... اوشوں سٹیٹ (Osun State) سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ میری بدقسمتی ہے کہ میں آج تک اسلامی تعلیمات سے بے خبر رہا اور آج آپ کی اس نمائش کے ذریعہ سے مجھے پتہ چلا ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے؟ اور کتنی خوبصورت ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی یہ تعلیم جو آپ نے بیان کی ہے اس کو ماننے سے ہی دنیا امن اور سلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

بینن میں پوبے شہر میں مین روڈ کے ساتھ مشن ہاؤس کے سامنے تین روزہ نمائش لگائی گئی۔ اس نمائش کو مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد نے دیکھا (یہ اُن کی رپورٹ ہے) تو ایک عیسائی اپنے تاثرات میں لکھتا ہے کہ ہم آپ سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ دوسرے مسلمان تو ہمیں قرآن کو ہاتھ لگانے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ ہم نے کبھی بھی مسلمانوں کی طرف سے ایسا پروگرام نہیں دیکھا۔

بک سٹالز اور بک فیئرز کے معاملات

امسال 7/جولائی 2011ء کو ٹوکیو میں انٹرنیشنل بک فیئرز کے موقع پر سعودی عرب کے سفیر نے بھی جماعت

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر208

مکرم الحسن الشریف صاحب (1)

تعارف

میرا تعلق مراکش سے ہے جہاں میری پیدائش 1958ء میں ہوئی۔ میرے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ سب سے بڑا بیٹے کی عمر 33 سال ہے اور وہ خدا کے فضل سے حافظ قرآن ہے۔ مَیں نے اپنی زندگی کے کئی سال مختلف فرقوں اور جماعتوں کے ساتھ چلتے چلتے گزارے ہیں لیکن کہیں بھی حق وصداقت کی ایسی روشنی نہ پائی جس سے روح کو تسکین اور قلب کو اطمینان نصیب ہو۔ خدا کے فضل سے یہ سب کچھ مجھے احمدیت کی آغوش میں آکر ملا۔ اس لئے میرے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کا اکثر حصہ ایسی جماعتوں میں شامل ہونے اور ان سے نکلنے اور ان کے غلط عقائد جیسے امور پر مشتمل ہے۔

تبلیغی جماعت کے ساتھ

مَیں پہلے تبلیغی جماعت میں تھا اور مجھے اس جماعت کے ساتھ متعدد تبلیغی دوروں پر بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ مَیں نے اس جماعت میں رہ کر قرآن کریم اور احادیث نبویہ حفظ کرنا شروع کیں جس میں مجھے ایک روحانی لطف نصیب ہوا۔ مَیں سگریٹ نوشی کرتا تھا جسے چھوڑ کر ایک نہایت فعّال شخص بن گیا۔ میرا بڑا بیٹا 33 سال کا ہے، وہ ''الجدیدۃ'' نامی شہر کی مسجد کا چار سال تک امام بھی رہا ہے۔ اس بیٹے کو قرآن کریم حفظ کروانے میں مجھے بہت محنت کرنی پڑی۔ 1990ء کی بات ہے کہ تبلیغی جماعت کی طرف سے اعلان ہوا کہ جو اپنے بیٹے کو قرآن کریم حفظ کروانا چاہتا ہے اگر وہ خود چار ماہ کے لئے تبلیغی دورہ پر نکلنے کے لئے خود کو پیش کرے تو اس کے بیٹے کو مفت حفظِ قرآن کلاس میں شامل کرلیا جائے گا۔ مَیں نے یہ سودا قبول کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو لیا اور ''دار البیضاء'' کی مسجد النور میں چھوڑ آیا۔ ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ مجھے تبلیغی جماعت کی طرف سے ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ حفظِ قرآن کے لئے ہر ماہ 150 درہم کی ادائیگی بھی کرنی پڑے گی۔ مَیں نے اس کی ادائیگی کی بھی حامی بھر لی کیونکہ مَیں اپنے بیٹے کو کسی قیمت پر بھی قرآن کریم حفظ کروانا چاہتا تھا۔

بہرحال اس کے بعد مَیں حسبِ وعدہ چار ماہ کے لئے تبلیغی جماعت کے ساتھ دورہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ مَیں طفلِ مکتب تھا اور ایسی باتیں سیکھنا چاہتا تھا جو میرے لئے علمی اور روحانی طور پر مفید ہوں۔ لیکن جب ہمارا دستہ تیار ہوا تو مجھے کہا گیا کہ تم اس کی قیادت کرو۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ مَیں کسی طور قیادت کے قابل نہیں ہوں، مَیں علمی لحاظ سے مفلس سا انسان ہوں اور اس جماعت سے منسلک ہونے کا بڑا مقصد ہی دینی علوم کا حصول ہے، پھر مَیں قائد بن کر ان لوگوں کو علمی لحاظ سے کیا دے سکوں گا؟ میرے عذر کرنے کے باوجود انہوں نے میری ایک نہ سنی اور یہ کہتے ہوئے مجھے قائد بنا دیا کہ آپ کے علاوہ اور کوئی بھی اس قابل نہیں ہے اس لئے آپ کو اطاعت کرنی چاہئے۔ بہرصورت میں چند لوگوں کے ساتھ معین مقام کی طرف نکلا۔ میری کوشش تھی کہ اگر ان میں سے کوئی صاحبِ علم ہو تو مَیں اس سے استفادہ کروں لیکن کسی ایک سے بھی مجھے کچھ نہ ملا۔ مَیں جب بھی کسی سے کچھ پوچھتا وہ مجھے یہی جواب دیتا کہ تم نکلے ہی تفقّہ فی الدین یعنی دین کا فہم حاصل کرنے کے لئے ہو اس لئے ان باتوں کا علم تمہیں خود بخود ہی عطا ہو جائے گا۔ ہر ایک سے یہی جواب سن کر مَیں بہت زچ ہوا۔ جیسے تیسے مَیں نے یہ مقررہ مدت گزاری اور گھر واپس آنے پر مطالعہ کے ساتھ ساتھ مختلف مسائل پر علماء کی ریکارڈ کی ہوئی کیسٹس سننا شروع کر دیں۔ یہ طریق میرے لئے ایسی جماعتوں کے ساتھ باہر جانے سے کہیں زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا۔ لہذا مَیں ایک عرصہ تک گھر میں رہ کر اسی طرح علمی استفادہ کرتا رہا۔

تبصرہ

{قرآن کریم نے جس تفقّہ فی الدین کی طرف توجہ دلائی ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے جو اس واقعہ میں مذکور ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْن (التوبة: 122) یعنی مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہو تا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لوٹیں تا کہ شاید وہ (ہلاکت سے) بچ جائیں۔

اس سے مراد یہ ہے کہ چاہئے تو یہ کہ تمام مومن ہی دین کا علم حاصل کرنے کے لئے مرکز اسلام میں آئیں اور پھر اسے سیکھ کر تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیں، لیکن چونکہ سب کا اس کام کے لئے بیک وقت نکلنا ممکن نہیں ہے اس لئے ان میں سے چند لوگوں کا گروہ مسلمانوں کے مرکز میں آئے اور وہاں سے علم حاصل کرے اور پھر جا کر اپنی قوم کو بھی سکھائے اور تبلیغ کا کام بھی کرے۔ اسی بنیاد پر جماعت احمدیہ میں پوری دنیا میں جامعہ احمدیہ کا نظام قائم ہوا ہے تا مختلف اقوام و بلاد سے طالبعلم آئیں اور علم حاصل کر کے پھر ان اقوام کو دین کا علم اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچائیں۔

مذکورہ واقعہ میں اس مفہوم کو غلطی سے یوں سمجھ لیا گیا ہے کہ چاہے ہم جس سمت کو بھی خدا کی راہ سمجھتے ہوئے نکل کھڑے ہوں ہمیں خود بخود تفقّہ فی الدین حاصل ہو جائے گا۔ اور یہ منطق بہرحال ایک سوچنے سمجھنے والے انسان کو پریشان کرتی ہے جیسا کہ اس نے الحسن الشریف صاحب کو بھی پریشان کیا۔

نہ جانے ایسے لوگ جنہیں خود بھی دین کا علم نہیں ہے وہ دوسروں کی علمی پیاس کیسے بجھاتے ہوں گے؟ وہ جن علاقوں میں جاتے ہوں گے ان کو کن امور کی تبلیغ کرتے ہوں گے؟ اور ان کے سوالوں کے کیا جواب دیتے ہوں گے؟ اور انکے مسائل کے بارہ میں نہ جانے کیسے کیسے فتاویٰ دیتے ہوں گے؟! (ندیم)}

اِنّ اللّٰہ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کی عجیب تفسیر

مکرم الحسن الشریف صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دن مَیں نے تبلیغی جماعت کے بعض افراد سے سنا کہ ان کا ایک وفد پاکستان اور ہندوستان کے بعض اماکن میں تبلیغ کے بعد واپس پہنچا ہے۔ مجھے ان ممالک میں تبلیغی وفد کے ایمان افروز واقعات سننے کی بہت خواہش پیدا ہوئی اور مَیں اس وفد کے ایک رکن سے ملا جس سے قبل ازیں بھی میری واقفیت تھی اور سفر کے حالات دریافت کئے تو اس نے بتایا کہ وہاں تو لوگ ایمان کے اعلیٰ درجات پر پہنچے ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا مجھے ان کے روحانی تجربات کے بارہ میں بھی کچھ بتاؤ۔ اس نے کہا کہ ایک شرط پر بتایا ہوں کہ تم کسی اور کو نہیں بتاؤ گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اعلیٰ روحانی مدارج کی باتیں ہیں جن کو عامۃ الناس کے لئے سمجھنا مشکل ہے۔ پھر اس نے بتایا کہ وہاں اسے ایک مولوی نے بتایا کہ ایک سکھ عورت کا ایک ہی بیٹا تھا جسے وہ بہت پیار کرتی تھی۔ اتفاق سے یہ عورت مسلمان ہوئی تو اس کا یہ اکلوتا بیٹا وفات پا گیا۔ اس کے عزیز واقارب سکھ برادری والے کہنے لگے کہ یہ ہمارے بھگتوں اور خداؤں کی طرف سے تم پر عذاب نازل ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی اس عورت نے ہاتھ اٹھا کر ان سب کے سامنے ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا تو میرے بیٹے کو ابھی دوبارہ زندگی بخش دے تا کہ ان سکھوں کا منہ بند ہو جائے۔ چنانچہ مجھے اس مولوی صاحب نے بتایا جو کہ اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں کہ اس عورت کا بیٹا مُردوں میں سے جی اٹھا اور پھر ان سکھوں کے ساتھ بیٹھا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ سُبْحَانَ اللّٰہ، اِنّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلّ شَیْءٍ قَدِیْر۔

تبصرہ

{یہ واقعی ایسے ''مدارج'' کا بیان ہے جو ہر عاقل کی سمجھ سے باہر ہے۔ عجیب بات ہے کہ ایسا معجزہ دکھانے کا نہ تو کسی سکھ پر کوئی اثر ہوا، نہ ہی کسی ڈاکٹر نے اس پر تعجب کا اظہار کیا، اور نہ ہی کسی اخبار نے اس کے بارہ میں لکھا۔ اس کے باوجود یہ خلاف حقیقت واقعہ اس لئے ''سچا'' ہے کیونکہ ایک مجہول مولوی صاحب اس کے چشم دید گواہ ہیں۔

خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ: وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (الانبیاء:96) یعنی جسے ہم نے ہلاک کر دیا ہو وہ لوگ پھر لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ پھر کیسے مان لیا جائے کہ ایسا واقعہ رونما ہو گیا جو خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے؟ بلکہ یہ صفت کسی کو دینا شرک کے مترادف ہے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الأنفال: 25) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تا کہ وہ تمہیں زندہ کرے۔ اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے بیٹے آپ کی آنکھوں کے سامنے وفات پاتے رہے لیکن آپؐ نے نہ تو ان کی دوبارہ زندگی کے لئے دعا کی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے غم کو دیکھتے ہوئے انہیں دوبارہ حیات عطا فرمائی۔ آپؐ کے عزیز صحابہ شہید ہوئے، جن میں سے بعض کے فراق پر آپؐ بہت غمگین ہو گئے تھے لیکن کسی کے دوبارہ زندگی پانے کی آپؐ نے دعا نہ کی۔ اگر آپؐ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ہی اپنی دعا سے دوبارہ زندہ کر دیتے تو سارے کفار ایمان لے آتے۔ ایسا اس لئے نہیں ہوا کہ آپؐ ایک بشر اور خدا تعالیٰ کے رسول تھے جبکہ مردے زندہ کرنا خدا تعالیٰ کی صفت ہے جس کے بارہ میں اس کا قانون یہ ہے کہ مرنے والا اس دنیا میں دوبارہ زندہ ہو کر نہیں آ سکتا۔ پھر بعض مجہول لوگوں کی گواہی پر بعض مجہول لوگوں کی نسبت ایسی خلافِ حقیقت بات کو مان لینا خدا تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مذاق، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور حد درجہ جہالت کی بات ہے۔

یہ غلط تصور آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کو غلط سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس کی شرح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''بیشک وہ قادر ہے مگر وہ ایسی باتوں کو کبھی روا نہیں رکھتا جو مبدء شرک ہو کر کسی کو شریک الباری ٹھہراتی ہوں۔''

(ملفوظات جلد8 صفحہ 338۔ مطبوعہ لندن)

ایک اور جگہ فرمایا: ''یادرکھو اللہ تعالیٰ بے شک قادر ہے مگر وہ اپنے تقدس اور ان صفات کے خلاف نہیں کرتا جو قدیم سے الہامی کتب میں بیان کی جارہی ہیں۔''

(ملفوظات جلد9 صفحہ 266۔ مطبوعہ لندن)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہم عصر جنّ !!

مکرم الحسن الشریف صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

اس عجیب وغریب واقعہ کے بعد اس شخص نے کہا کہ وہاں ہندوستان میں ''عبدالوہاب'' نامی ایک بزرگ رہتے ہیں جو ایک ایسے جنّ کو تعلیم دیتے ہیں جس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانہ بھی دیکھا ہے اور اس جنّ نے اس بزرگ کو بارہا بتایا ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے نہج پر قائم ہے۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ نے اس بزرگ کو اس جنّ کو تعلیم دیتے دیکھا ہے؟ اس نے کہا تعلیم دیتے ہوئے تو نہیں دیکھا، تاہم وہ جگہ دیکھی ہے جہاں وہ اس جنّ کو تعلیم دیتے ہیں۔

تبصرہ

{یہ محض ایک خرافاتی قصہ اور بے سروپا خیالات کا مجموعہ ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ پھر بھی ہم اسکے اندرونی تضاد کا جائزہ لیتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنا تو کوئی الگ منہج نہ تھا بلکہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔

اب اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ ایسا کوئی جنّ تھا تو کیا وہ بھی آج کے علماء کی طرح ڈیڑھ اینٹ کی اپنی علیحدہ مسجد بنانے کے اصول پر قائم تھا اس لئے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابوبکر صدیقؓ کا منہج اپنایا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نہج پر ہونے کی وجہ سے تو وہ آنحضرتؐ کے نہج پر ہی ٹھہرا، پھر اسے عبدالوہاب صاحب کون سے سبق پڑھاتے تھے؟ افسوس کہ اس شخص نے اتنے دور دراز علاقے کا سفر بھی کیا لیکن وہاں سے کوئی روحانی فائدہ اٹھانے کی بجائے محض خرافات اور بے سروپا باتیں ہی سیکھ کر آیا۔}

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر17

......**باب 8 کی آیت 18 تا 22** میں دو آدمیوں کا یسوع کا مرید بننے اور ان کے ساتھ چل کر خدمت کی سعادت حاصل کرنے کا اس طرح ذکر ہے: ۔

ایک فقیہ نے پاس آ کر اس سے کہا۔ اے استاد! جہاں کہیں تو جائے گا مَیں تیرے پیچھے چلوں گا۔ یسوع نے اس سے کہا لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کو جگہ نہیں۔

(متی باب 8 آیت20)

یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اس شخص کو اپنا رفیق بنانا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ تو کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ مگر بعض لوگ محسوس کرتے ہیں کہ اس عبارت میں کہ ابن آدم کو سر دھرنے کی جگہ نہیں میں شاید کوئی مبالغہ کا انداز ہو۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی تکلیف دہ زندگی کا نقشہ مؤثر انداز میں کھینچا ہو۔ مگر جس بات کی طرف اس وقت توجہ دلانا مقصود ہے وہ ابن آدم کے الفاظ ہیں جو یسوع نے اپنے لئے استعمال کئے ہیں۔ اس کے لئے اصل یونانی میں جو الفاظ ہیں ان کا لفظی ترجمہ ہے 'انسان کا بیٹا' اور اُردو مترجمین نے غالباً جو ترجمہ ابن آدم کے الفاظ میں کیا ہے اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ یونانی الفاظ سے جو تأثر حضرت مسیح کے کلیۃً انسان ہونے کا ملتا ہے اس پر کچھ پردہ پڑا رہے۔ واللہ اعلم۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ جہاں بھی استعمال ہوا ہے حضرت مسیح نے اپنے بارہ میں استعمال کیا ہے، شاگردوں نے مسیح کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا۔ اور اگر کوئی دیانت داری سے کام لے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح اپنے آپ کو کلّیۃً انسان قرار دے رہے ہیں اور ان کو خدا یا خدا کا کسی اور معنوں میں بیٹا کہنا جو ان کو انسانیت سے بلند کردے ہرگز مراد نہیں۔ انٹر پریٹرز بائبل میں لکھا ہے: ۔

20. Son of man can mean "a man" "a human being" as in Ezek 2:1; etc

پھر لکھا ہے: ۔

Jesus must have referred to himself as son of man, for in the Gospels the term is never used except in words attributed to him.

پادری ڈمیلو صاحب لکھتے ہیں: ۔

The Son of man, this title of Christ is found only in the gospels and Ac. 7:56 and (except in Ac. 7:56) is found only in the mouth of our lord himself. It corresponds in Aramaic which may mean either the man or (but this is not so certain)the son of man or else to breh d nasha, which definitely and emphatically the son of man (lit, his son, that of man)

......ایک اور بات جو اناجیل کے مطالعہ سے بار بار سامنے آتی ہے یہ ہے کہ بظاہر نظر ایک واقعہ جو ایک انجیل میں درج ہے بالکل اس بیان کے مطابق ہوتا ہے جو دوسری انجیل میں بیان ہے اور سرسری نظر سے پڑھنے والا قاری کوئی اختلاف محسوس نہیں کرتا مگر تقابلی مطالعہ کرنے والا قاری فوراً سمجھ سکتا ہے کہ اناجیل میں واقعات کی ترتیب میں بہت اختلاف ہے۔ حضرت مسیح کے ہیکل سے دوکانداروں وغیرہ کو زور بازو کے ذریعہ نکالنے کا واقعہ ایک انجیل میں یسوع کی عمر کے آخر کا واقعہ ہے مگر باقی اناجیل میں ان کی منادی کے شروع زمانہ میں واقعہ ہوا۔ اس وقت ہم متی کے آٹھویں باب کی آیات 18 تا 22 کا مطالعہ کر رہے ہیں اس کے بارہ میں متی اور مرقس بالعموم یکساں ترتیب رکھتے ہیں۔ اس میں اختلاف کے بارہ میں Arthur S. Peaks اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ۔

VIII 18-22. Mt. here breaks away from Mk s order omitting Mk. 1:33-38 and giving as the sequel to Jesus first stay at Capernaum what Mk. (4:33,5:20) makes the sequel to the second stay.

......**باب 8 کی آیت 21-22** کے الفاظ یہ ہیں: ۔

'ایک اور شاگرد نے اس سے کہا اے خداوند مجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کروں۔ یسوع نے اس سے کہا تو میرے پیچھے چل اور مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے'۔

یہ بیان ان مسیحیوں کے لئے توجہ کے قابل ہے جو یسوع کی تعلیم کو اخلاقی تعلیم کا معراج لکھتے ہیں۔ قرآن شریف نے جہاں خدا کے حقوق ادا کرنے کو اور اس کی طرف سے آئی ہوئی تعلیم کی اشاعت کو ایک مومن کی بنیادی ڈیوٹی قرار دیا ہے وہاں بندوں کے حقوق ادا کرنے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کو ویسی ہی بنیادی ڈیوٹی قرار دیا ہے۔

......**باب 8 کی آیت23 تا 27** میں یہ بیان ہے کہ:

'جب وہ کشتی پر چڑھا تو اس کے شاگرد تو اس کے ساتھ ہو لئے۔ اور دیکھو جھیل میں ایسا بڑا طوفان آیا کہ کشتی لہروں میں چھپ گئی مگر وہ سوتا تھا۔ انہوں نے پاس آ کر اسے جگایا اور کہا اے خداوند ہمیں بچا ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا اے کم اعتقادو! ڈرتے کیوں ہو؟ تب اس نے اٹھ کر ہوا اور پانی کو ڈانٹا اور بڑا امن ہوگیا۔ اور لوگ تعجب کر کے کہنے لگے یہ کس طرح کا آدمی ہے کہ ہوا اور پانی بھی اس کا حکم مانتے ہیں؟'

اس بیان میں یسوع کے ایک معجزہ کا ذکر ہے جس سے ان کی نیچر کی طاقتوں پر تسلّط کا اور طاقت کا اظہار مقصود ہے۔ مسیحی مناد اس قسم کے معجزات کو یسوع کی الوہیت کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ہم اوپر تفصیل سے بیان کر چکے ہیں کہ ایسے معجزات ثبوت الوہیت تو کیا ثبوت صداقت بھی نہیں ہیں۔ خود اس بیان کی آخری آیت کے یہ لفظ ہیں۔ اور لوگ تعجب کر کے کہنے لگے کہ **یہ کس طرح کا آدمی ہے** کہ ہوا اور پانی بھی اس کا کہا مانتے ہیں۔

گویا یہ معجزہ مسیح کی الوہیت کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کے انسان ہوتے ہوئے کا ہے۔

......اور اس قسم کا معجزہ دوسرے انسانوں کی طرف بھی منسوب ہے۔ چنانچہ انٹر پریٹرز بائبل میں لکھا ہے: ۔

Text. Naphtali 6 tells the story of how Jacob and his sons are shipwrecked and scattered, but the ship is miraculously restored and makes port (as in John 6:21; Ps.107:28-30) after Lovi prays to the Lord. To ancient Christians it no doubt meant that Jesus could deliver his people out of any storm, literal or figurative, (Pss.65:7; 69:1-2 ; 18:16-17 ; 42:7) Yet they also took it as an actual occurrence.

......یسوع نے اس موقعہ پر اپنے خاص مقرب شاگردوں کے لئے 'اے کم اعتقادو' اور مرقس میں 'تم کیوں ڈرتے ہو۔ اب تک ایمان نہیں رکھتے' کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور لوقا میں ان کو کہا 'لو تمہارا ایمان کہاں گیا ہے؟' اس کے مقابل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اعتقاد اور ایمان کی پختگی کا جو نمونہ دکھایا وہ یسوع کے شاگردوں سے بہت بڑھ کر ہے۔

......**متی کا باب 8** ایک عجیب وغریب واقعہ پر ختم ہوتا ہے جو اس زمانہ میں پڑھے لکھے اور سوچ بچار کرنے والے مسیحیوں کے لئے بھی بہت سے سوالات اٹھاتا ہے واقعہ کا بیان یہ ہے کہ:

'جب وہ اس پار گدرینیوں کے ملک میں پہنچا تو دو آدمی جن میں بدروحیں تھیں قبروں سے نکل کر اس سے ملے۔ وہ ایسے تندمزاج تھے کہ کوئی اس راستہ سے گزر نہیں سکتا تھا۔ اور دیکھو انہوں نے چلاّ کر کہا اے خدا کے بیٹے ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تو اس لئے یہاں آیا ہے کہ وقت سے پہلے ہمیں عذاب میں ڈالے؟ ان سے کچھ دور بہت سے سؤروں کا غول چر رہا تھا۔ پس بدروحوں نے اس کی منت کر کے کہا کہ اگر تو ہم کو نکالتا ہے تو ہمیں سؤروں کے غول میں بھیج دے۔ اس نے ان سے کہا جاوٴ۔ وہ نکل کر سؤروں کے اندر چلی گئیں اور دیکھو سارا غول کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا اور پانی میں ڈوب مرا۔ اور چرانے والے بھاگے اور شہر میں جا کر سب ماجرا اور ان کا احوال جن میں بدروحیں تھیں بیان کیا۔ اور دیکھو سارا شہر یسوع سے ملنے کو نکلا اور اسے دیکھ کر منّت کی کہ ہماری سرحدوں سے باہر چلا جا'۔

یہ واقعہ نسبتاً تفصیل کے ساتھ اور بعض اہم اضافوں کے ساتھ **مرقس کے باب 5 کی آیات 1 تا 20 میں بھی بیان کیا گیا ہے** اور مناسب ہے اس کو بھی پڑھ لیا جائے، لکھا ہے:۔

'اور وہ جھیل کے پار گراسینیوں کے علاقہ میں پہنچے۔ اور جب وہ کشتی سے اترا تو فی الفور ایک آدمی جس میں ناپاک روح تھی قبروں سے نکل کر اس سے ملا۔ وہ قبروں میں رہا کرتا تھا اور اب کوئی اسے زنجیروں سے بھی نہ باندھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ بار بار بیڑیوں اور زنجیروں سے باندھا گیا تھا لیکن اس نے زنجیروں کو توڑا اور بیڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا اور کوئی اسے قابو میں نہ لاسکتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ رات دن قبروں اور پہاڑوں میں چلاّتا اور اپنے تئیں پتھروں سے زخمی کرتا تھا۔ وہ یسوع کو دور سے دیکھ کر دوڑا اور اسے سجدہ کیا۔ اور بڑی آواز سے چلاّ کر کہا اے یسوع خدا تعالیٰ کے فرزند مجھے تجھ سے کیا کام؟ تُجھے خدا کی قسم دیتا ہوں مجھے عذاب میں نہ ڈال۔ کیونکہ اس نے اس سے کہا تھا اے ناپاک روح اس آدمی میں سے نکل آ۔ پھر اس نے اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے اس سے کہا میرا نام لشکر ہے کیونکہ ہم بہت ہیں۔ پھر اس نے اس کی بہت منّت کی کہ ہمیں اس علاقہ سے باہر نہ بھیج۔ اور وہاں پہاڑ پر سؤروں کا ایک بڑا غول چر رہا تھا۔ پس انہوں نے اس کی منّت کر کے کہا کہ ہم کو ان سؤروں میں بھیج دے تاکہ ہم ان میں داخل ہوں۔ پس اس نے ان کو اجازت دی اور ناپاک روحیں نکل کر سؤروں میں داخل ہوگئیں اور وہ غول جو کوئی دو ہزار کا تھا کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا اور جھیل میں ڈوب مرا۔ اور ان کے چرانے والوں نے بھاگ کر شہر اور دیہات میں خبر پہنچائی۔ پس لوگ یہ ماجرا دیکھنے کو نکل کر یسوع کے پاس آئے اور جس میں بدروحیں یعنی بدروحوں کا لشکر تھا اس کو بیٹھے اور کپڑے پہنے اور ہوش میں دیکھ کر ڈر گئے۔ اور دیکھنے والوں نے اس کا حال جس میں بدروحیں تھیں اور سؤروں کا ماجرا اُن سے بیان کیا۔ وہ اس کی منّت کرنے لگے کہ ہماری سرحد سے چلا جا۔ اور جب وہ کشتی میں داخل ہونے لگا تو جس میں بدروحیں تھیں اس نے اس کی منّت کی کہ مَیں تیرے ساتھ رہوں۔ لیکن اس نے اسے اجازت نہ دی بلکہ اس سے کہا کہ اپنے لوگوں کے پاس اپنے گھر جا اور ان کو خبر دے کہ خداوند نے تیرے لئے کیسے بڑے کام کئے اور تجھ پر رحم کیا۔ وہ گیا اور دکپلس میں اس بات کا چرچا کرنے لگا کہ یسوع نے اس کے لئے کیسے بڑے کام کئے اور سب لوگ تعجب کرتے تھے'۔

......**اس واقعہ کو پڑھ کر ایک پڑھے لکھے انسان کے دل میں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں۔**

(1) بدروحوں سے کیا مراد ہے؟

(2) بدروحوں کے ایک جسم سے نکلنے اور دوسرے جسم میں داخل ہونے سے کیا مراد ہے؟

(3) کیا یہ بدروحیں مسیح کو پہچانتی تھیں؟

(4) مسیح نے کس اختیار اور طاقت سے ان کو نکالا اور سؤروں میں داخل کیا؟

(5) دو ہزار سؤر کس وجہ سے جھیل میں ڈوب گئے؟

(6) کیا وہ دو ہزار سؤر مسیح کی ملکیت تھے یا دوسرے لوگوں کا مال تھا؟

(7) اگر آج کل کے پڑھے لکھے مسیحی ان بدروحوں سے بیماریاں وغیرہ مراد لیتے ہیں تو کیا اناجیل لکھنے والے مسیح کے عقیدتمندوں کا بھی یہی خیال تھا؟

(8) اگر آج کے پڑھے لکھے مسیحی ان بدروحوں کے متعلق انجیل نویسوں سے مختلف رائے رکھتے ہیں تو ایک مسیحی کس رائے کو بطور عقیدہ کے اپنانے کا مجاز ہے؟

آج کل کے پڑھے لکھے مسیحی اس قسم کے انجیلی بیانات کو پڑھ کر خاص تکلیف محسوس کرتے ہیں اور بدروحوں کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ گویا وہ بیماریاں ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ کتاب بھی جس کو آپ Word of god کہتے چلے جاتے ہیں اور اس کے لکھنے والے بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ کا کیا حق ہے کہ جس کتاب کو آپ Word of god کہتے ہیں وہ ایک خیال پیش کرے اور آپ اس کے مخالف خیال پیش کریں۔

گزشتہ صدی کے معروف سائنسدان ڈاکٹر ہکسلے نے اس بیان کے متعلق ایک بات کہی تھی اور کوئی انجیل کا حامی اس کا جواب نہیں دے سکا تھا۔ انہوں نے کہا تھا: ۔

Everything that I know of law and justice convinces me that the wanton destruction of other peoples property is a misdemeanor of evil example.

......پادری صاحبان تو اپنے پیشہ کی وجہ سے اس کتاب کی ہر بات کو سچ قرار دینے پر مجبور ہیں مگر ہم آج کے تعلیم یافتہ مسیحیوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ کیوں صدیوں پرانے توہمات کو مانتے چلے جاتے ہیں۔ اور کیوں خدا کے ایک عظیم الشان نبی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق ایک ایسی کتاب کے قصے مان کر ان کو بدنام کرتے ہیں جو

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ایک مومن کی شان ہے کہ جب وہ بندوں کے احسانوں کا بھی شکر گزار ہوتا ہے تو احسان کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھتا ہے۔

اپنے تعلقات کو، اپنی کامیابیوں کو اپنی کسی خوبی پر محمول نہ کریں بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں کہ اُس نے آپ کو یہ موقع دیا کہ تعلقات بنائیں۔ اور ان تعلقات سے ہمارا مقصد اپنا ذاتی مفاد اُٹھانا نہیں ہے، نہ کبھی یہ ہونا چاہئے۔

اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہے کہ شاید ان تعلقات سے ہمارا کوئی مفاد وابستہ ہے یا ہماری کوئی اپنی قابلیت ہے جس کی وجہ سے یہ تعلقات بنے یا جماعت احمدیہ کی ترقی اس سے وابستہ ہے تو وہ بالکل غلط ہے۔

ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ جماعت کی ترقی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہے، کسی حکومت کی مدد سے نہیں۔

ہمیشہ اس سوچ کے ساتھ تعلقات رکھیں کہ ہم نے ان دنیاوی لیڈروں سے کچھ لینا نہیں بلکہ دینا ہے۔ شکر گزاری کے جذبات سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح بڑھتے رہیں گے۔ یاد رکھیں جماعت کے کاموں میں کبھی دنیاداری راس نہیں آتی۔

(امریکہ اور کینیڈا کے دوروں کے حوالہ سے غیروں سے تعلقات بنانے کے سلسلہ میں اہم نصائح)

واشنگٹن میں Capitol Hill میں منعقد ہونے والے فنکشن میں اللہ تعالیٰ کی رعب کے ساتھ نصرت کے وعدوں کا پُرشوکت اظہار۔ غیروں کے تأثرات کا تذکرہ۔

ان لوگوں تک اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچا دینا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے۔ اثر ہوتا ہے یا نہیں، یا عارضی طور پر اثر ہوا ہے تو کب زائل ہو جائے، بات پر کان دھرتے ہیں یا نہیں، لیکن ان پر اسلام کی خوبصورت تعلیم بہرحال واضح ہوگئی ہے۔ پس اصل حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے یہ سامان پیدا فرمائے اور اس بات کو ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت عمومی طور پر اخلاص و وفا میں بڑی بڑھی ہوئی ہے۔ کینیڈا میں مختلف پروگراموں کی کامیابی اور جماعتی ترقیات کا تذکرہ

اس رمضان سے بھی خوب فائدہ ہر احمدی کو اُٹھانا چاہئے۔ اپنی دعاؤں اور عبادتوں کو بھی انتہا تک لے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔
یہ دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے اور کھینچنے کے دن ہیں، ان سے بھرپور فائدہ ہر احمدی کو اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مکرم چوہدری نعیم احمد گوندل صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی کی شہادت اور محترم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کی وفات کا تذکرہ اور مرحومین کی نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20/جولائی 2012ء بمطابق 20/وفا 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

عموماً ہم جب اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کو دیکھتے ہیں تو اکثریت کے منہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعام کے ذکر پر اَلْحَمْدُلِلّٰہ نکلتا ہے، چاہے اُسے اَلْحَمْد کے گہرے معنی کا علم ہو یا نہ ہو۔ ایک ماحول میں اُٹھان کی وجہ سے یہ احساس ضرور ہے کہ چاہے تکلفاً ہی کہا جائے، اَلْحَمْدُلِلّٰہ ضرور کہنا ہے۔ کم علم سے کم علم کو بھی یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ یہ الفاظ ضرور کہے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس ایک احمدی کے منہ سے ہر ایسے موقع پر جس سے خوشی پہنچ رہی ہو، جس پر جب اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی انعام مل رہا ہو، یا کسی بھی طریقے سے یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے نواز رہا ہے تو اَلْحَمْدُلِلّٰہ ضرور نکلتا ہے، چاہے وہ کسی کی ذاتی خوشی ہو یا جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔ اور یہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ کے الفاظ کی ادائیگی ہر ایسے موقع پر ایک احمدی کے منہ سے ہونی بھی چاہئے۔ لیکن ان الفاظ کی ادائیگی کا اظہار الفاظ کہنے والے کے لئے اور بھی زیادہ برکت کا موجب بن جاتا ہے جب وہ سوچ سمجھ کر، اُس کی روح کو جانتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے امام اور مسیح موعود کو مانا ہے، مہدی موعود کو مانا ہے اور اس ایمان کی وجہ سے ہمیں اَلْحَمْدُلِلّٰہ یا کسی بھی قرآنی لفظ کے معانی اور روح کو سمجھنے میں دقت نہیں ہے، بشرطیکہ ہماری اس طرف توجہ ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اس کی روح سے ہمیں روشناس کروایا ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ کی مختلف رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔ اس وقت مَیں ایک مختصر وضاحت حَمْد کے لفظ کی آپ کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"واضح ہو کہ حمد اُس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے۔ نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو اور اپنی مشیئت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور حقیقتِ حمد کماحقہٗ صرف اُسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدء ہو اور علیٰ وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے۔ اور حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اور وہی محسن ہے اور اول و آخر میں سب احسان اُسی کی طرف سے ہیں۔ اور سب تعریف اُسی کے لئے ہے، اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ اور ہر حمد جو اُس کے غیروں کے متعلق کی جائے، اُس کا مرجع بھی وہی ہے"۔

(اردو ترجمہ عربی عبارت از اعجاز المسیح۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول۔ سورۃ فاتحہ۔ صفحہ 74-75۔ مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ تفصیل ہے جس کا لفظ حَمد حامل ہے۔ اور جب ان باتوں کو سامنے رکھ کر اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہا جائے تو وہ حقیقی حمد بنتی ہے جو ایک مومن کو خدا تعالیٰ کی کرنی چاہئے۔ قرآنِ کریم میں یہ لفظ حمد بہت سی جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے استعمال ہوا ہے۔ بہرحال اس وقت مَیں اس اقتباس

کے حوالے سے بات کروں گا، اس کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حمد کی وضاحت کے حوالے سے جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ ہیں۔

ایک تو یہ بات کہ ایسی تعریف جو کسی مستحق تعریف کے اچھے فعل پر ہو۔ اور انسانوں میں سے بھی مختلف لوگوں کی تعریف ہوتی ہے۔ لیکن فرمایا کہ جو تعریف کا مستحق ہے اور تعریف کا سب سے زیادہ مستحق اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے؟ پس ایک بات تو یہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی اس لئے ہیں کہ وہی سب سے زیادہ تعریف کا حقدار ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایسے انعام دینے والے کی تعریف جس نے اپنے ارادے سے انعام دیا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کے انعام جب نازل ہوتے ہیں تو انعام حاصل کرنے والے کے اپنے عمل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ رحمانیت کا جلوہ دکھاتے ہوئے بغیر کسی عمل کے بھی نواز دیتا ہے یا اُس عمل سے ہزاروں گنا زیادہ بڑھا کر نوازتا ہے جتنا کہ عمل کیا گیا ہو یا پھر رحیمیت کے جلوے کے تحت اگر انعام دیتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بندے کو توفیق دیتا ہے کہ وہ کوئی کام کرے یا دعا کرے اور اُس کے نتیجے میں نیک نتائج ظاہر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ بندے کو نوازے۔

اور پھر تیسری چیز یہ فرمائی کہ اپنی مشیت کے مطابق احسان کیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہے جو اپنی مشیت کے مطابق کوئی احسان کرتا ہے یا کوئی بھی کام کرتا ہے، اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں پر احسان کرے۔ اس لئے اُس نے اپنی رحمت کو وسیع تر کیا ہوا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے وعدے اُس کی مشیت کے ساتھ شامل ہو جائیں تو پھر انعاموں اور فضلوں اور احسانوں کی ایسی بارش ہوتی ہے جس کا انسان احاطہ بھی نہیں کرسکتا۔ اور یہ صورتحال اس دَور میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ نظر آتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور فیصلہ آپ کے غلبہ کا اعلان کرتا ہے۔

پھر اگلی بات آپ نے یہ فرمائی کہ حمد کی حقیقی حقدار وہ ذات ہوتی ہے جس سے تمام فیض اور نور کے چشمے پھوٹ رہے ہوں۔ پس جب انسان اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہے تو یہ سوچ کر کہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس سے انسان کو سب فیض پہنچ رہے ہیں اور وہی ذات ہے جو زمین و آسمان کا نور بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور:36) جب وہ نور ہے تو اُسی کی طرف انسان رجوع کرے۔ اُس کی طرف بڑھے۔ اُس کے آگے جھکے اور یوں پھر ایسا انسان حقیقی حمد کرنے والا بن کر اندھیروں سے روشنیوں کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور یہاں پھر اللہ تعالیٰ کے احسان کا ایک اور مضمون شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرۃ: 258) کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا دوست ہو جاتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور اُنہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور جس بندے کا اللہ تعالیٰ دوست اور ولی ہو جائے پھر اُسے اَلْحَمْدُلِلّٰہ کا بھی ایک نیا اِدراک حاصل ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا بھی ایک نیا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ گویا حقیقی حمد کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے اور پھر اس وارث بننے کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک کے بعد دوسرا فضل ہوتا چلا جاتا ہے۔

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی پر غیر شعوری طور پر احسان کرتا ہے، نہ کسی مجبوری کے تحت بلکہ علی وجہ البصیرت یہ احسان ہے۔ جانتا ہے کہ مَیں یہ احسان کر رہا ہوں اور اس احسان کا بدلہ بھی نہیں لینا لیکن بندے کو یہ بھی بتا دیا کہ اگر تم شکرگزار بنو گے، حقیقی حمد کرتے رہو گے، بندگی کا حق ادا کرو گے تو لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور بھی زیادہ تمہیں ملے گا۔ میرے یہ انعامات اور احسانات بڑھتے چلے جائیں گے اور نہ صرف یہ انعامات اور احسانات اس دنیا میں تم پر ہوتے رہیں گے بلکہ اُس دنیا میں بھی یہ انعامات اور احسانات تم پر ہوں گے اور حقیقی حمد کے نہ ختم ہونے والے پھل تم کھاتے چلے جاؤ گے۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ اس بات کو بھی یاد رکھو کہ اس دنیا میں جو تعریف اللہ تعالیٰ کے غیر کی یا اُس کی مخلوق کی تم کرتے ہو وہ بھی خدا تعالیٰ ہی کی طرف لے جاتی ہے اور لے جانے والی ہونی چاہئے۔ اور ایک حقیقی مومن کو اس بات کا اِدراک اور فہم ہونا چاہئے کہ تمام تعریف کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے۔ کیونکہ وہ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ زمین و آسمان اور اس کی ہر چیز پیدا کرنے والا خدا ہے، چاہے وہ جاندار مخلوق ہے یا غیر جاندار مخلوق۔ نباتات ہیں، حیوانات ہیں، انسان ہے، سب کا پیدا کرنے والا اور اُن میں وہ خصوصیات پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ ہے جس سے ایک انسان فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

پس کسی بھی چیز کی اور کسی بھی انسان کی اپنی ذاتی اہمیت کوئی نہیں جب تک کہ خدا تعالیٰ اُس میں وہ خصوصیت یا طاقت پیدا نہ کرے جو انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہے۔ اس زمین پر بھی بیشمار چیزیں جو ہم دیکھتے ہیں اُن سے فائدہ پہنچانے کی خاصیت خدا تعالیٰ نے ہی اُن میں رکھی ہے اور انسان اُن سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتا جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے کہ یہ فائدہ حاصل کیا جائے۔ پس جب ہر ایک کو ہر خصوصیت خدا تعالیٰ کی مرضی اور اُس کے ارادے اور اُس کے قانونِ قدرت سے مل رہی ہے تو پھر غیر اللہ سے فائدہ اُٹھانے کے بعد حقیقی شکرگزاری بھی خدا تعالیٰ کی ہونی چاہئے اور حمد اُسی کی کرنی چاہئے کہ اُس نے یہ اسباب اور سامان پیدا فرمائے جس کی وجہ سے اللہ کے بندے نے فائدہ اُٹھایا، ایک مومن نے فائدہ اُٹھایا۔ ہاں یہ بھی حکم ہے کہ شکرگزاری بندوں کی بھی کرنی چاہئے۔ اگر تم کسی دوسرے انسان سے فائدہ اُٹھاتے ہو تو اُس کے بھی شکرگزار بنو۔ اگر بندوں کی شکرگزاری اس نیت سے کی جائے کہ خدا تعالیٰ نے اسے میرے فائدے کے لئے بھیجا ہے، اُسے مجھے فائدہ پہنچانے کا ایک ذریعہ بنایا ہے، میری بہتری کا ذریعہ بنایا ہے تو یہ بھی خدا تعالیٰ کی شکرگزاری ہے۔ اور یہ شکرگزاری اُس ربّ العالمین کی ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے جس نے ہمیں بھی پیدا کیا اور ہماری پرورش کے سامان کئے اور باقی چیزوں کے لئے بھی۔ پھر کسی بندے کو انسان ربّ نہیں بناتا۔ یہ نہیں سمجھتا کہ اس بندے کی وجہ سے میرے یہ کام ہوئے ہیں یا مجھے سب کچھ ملا ہے۔ پھر حقیقی ربّ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے جو ربّ العالمین ہے۔

پس یہ ایک مومن کی شان ہے کہ جب وہ بندوں کے احسانوں کا بھی شکرگزار ہوتا ہے تو احسان کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھتا ہے بلکہ جب کسی کی طرف سے نیک سلوک دیکھتا ہے تو اس نیک سلوک کی وجہ بھی خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھتا ہے کہ اُس نے دوسرے کے دل میں نیک سلوک کرنے کا خیال ڈالا۔ پس ایک حقیقی مومن کی سوچ ہر فائدہ پر چاہے وہ کسی بھی ذریعے سے پہنچ رہا ہو اُسے خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف لے جاتی ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو وہی حقیقی حمد ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلوائی ہے اور توجہ قائم کرنے کا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افرادِ جماعت کی اکثریت تو اس سوچ سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے اور کرنی چاہئے کہ ایمان بھی اس حقیقی حمد کے ساتھ ہی ترقی کرتا ہے لیکن من حیث الجماعت بھی ہمیں یہی سوچ رکھنی چاہئے کہ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ جو جماعت کو مختلف نہج پر آگے بڑھتا ہوا دکھاتا ہے تو اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے بنیں اور ہمیشہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ کی حقیقی روح کو جاننے والے ہوں۔ اور جب اس طریق پر ہر طرف حمد ہو رہی ہوگی تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی پہلے سے کئی گنا بڑھ کر برسے گی۔ یہ حقیقی حمد انسان کے اندر ایک روحانی انقلاب بھی پیدا کرتی ہے۔ باریک تر شرک سے بھی بچاتی ہے۔ ایک انسان کو حقیقی عابد بناتی ہے اور پھر اُن حکموں کی تلاش کر کے اُن پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ انسانی قدروں کو اپنانے اور اعلیٰ اخلاق دکھانے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ پس یہ حمد ہے جس کے کرنے کی ہمیں تلاش رہنی چاہئے۔

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں جو مَیں نے کینیڈا میں دیا تھا، امریکہ اور کینیڈا کے نوجوانوں کا ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں توفیق دی ہے کہ وہ جماعتی کاموں میں کافی ایکٹو (Active) ہوئے ہیں اور خاص طور پر تعلقات بڑھانے میں غیروں سے کافی آگے بڑھے ہیں۔ اور پھر تعلقات کے بہتر نتائج بھی نکلے ہیں اور بہت سے پڑھے لکھے لوگوں سے اُن کے رابطے ہوئے ہیں۔ اُن ملکوں کی بڑی شخصیات سے اُن کے رابطے ہوئے ہیں۔ اور اُن رابطوں کی وجہ سے جب مَیں وہاں گیا تو مختلف لوگوں سے بھی مجھے ملایا گیا۔ اُن سے ملنے کا موقع بھی دیا اور اکثر ہمارے مشن ہاؤس میں آ کے وہیں ملتے رہے۔ عموماً بڑے بڑے لوگ جن کے بارے میں خیال ہوتا ہے کہ نہیں آئیں گے، وہ لوگ جو ملکوں کی پالیسیز بناتے ہیں، جو دنیا پر حکومت کر رہے ہیں اور دنیا کے بارے میں پالیسیز بناتے ہیں، اُن کو بھی کچھ بتانے اور سمجھانے کا اور کہنے کا موقع ملا۔ ان تعلقات کی وجہ سے یہ فائدہ ہوا۔ اور اس میں جیسا کہ مَیں نے کہا، بڑا کردار نوجوانوں نے ادا کیا۔ لیکن ان نوجوانوں کو جو خواہ امریکہ کے ہوں یا کینیڈا کے ہوں یا دنیا میں کسی بھی ملک کے ہوں، مَیں یہ توجہ بھی دلانی چاہتا ہوں کہ کسی دنیاوی تعلق کو اپنی بڑی کامیابی نہ سمجھیں۔ ہاں ایک موقع اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا کہ ان دنیاوی لوگوں تک آپ کی پہنچ ہو اور اُن تک حقیقی اور انصاف پر مبنی اسلام کی تعلیم پہنچے یا اگر آپ لوگوں نے اُن لوگوں سے مجھے ملوایا یا کوئی فنکشن ارینج (Arrange) کیا تو مجھے خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ اُنہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم بتاؤں اور حکمت سے ان ملکوں کے بڑوں کو جو دنیا کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں بتاؤں کہ دنیا کی رہنمائی کس طرح ہوسکتی ہے۔

پس پہلی بات تو مَیں ہر جگہ کے نوجوانوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کیونکہ ابھی مَیں امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کر کے آیا ہوں اس لئے وہاں کے نوجوانوں کو خاص طور پر کہ اپنے تعلقات کو، اپنی کامیابیوں کو اپنی کسی خوبی پر محمول نہ کریں بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں کہ اُس نے آپ کو یہ موقع دیا کہ تعلقات بنائیں۔ اور ان تعلقات سے ہمارا مقصد اپنا ذاتی مفاد اُٹھانا نہیں ہے، نہ کبھی یہ ہونا چاہئے۔ مقصد یہ ہے کہ دنیا کی رہنمائی ہو، دنیا کو حتی الوسع کوشش کر کے سیدھے راستے پر چلنے کے طریقے بتائے جائیں۔ اگر وہ مان لے تو ٹھیک، نہیں تو پھر کم از کم ہمارا فرض پورا ہو جاتا ہے۔ دنیا کو فسادوں اور تباہی سے بچایا جائے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921

کیونکہ جس نہج پر دنیا چل رہی ہے، اگر یہ جاری رہا تو یقیناً بہت بڑی تباہی آگے نظر آ رہی ہے۔ دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف لایا جائے۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہے کہ شاید ان تعلقات سے ہمارا کوئی مفاد وابستہ ہے یا ہماری کوئی اپنی قابلیت ہے جس کی وجہ سے یہ تعلقات بنے یا جماعت احمدیہ کی ترقی اس سے وابستہ ہے تو وہ بالکل غلط ہے۔

جیسا کہ مَیں نے حمد کے مضمون میں وضاحت کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ترقیات سے نوازے۔ ان ترقیات کے حصول میں ہماری تو ادنیٰ کوشش ہوتی ہے اور باقی جو نتائج حاصل ہو رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان کے رنگ میں ہو رہے ہوتے ہیں۔

پس ہر کوشش کے پھل کسی کی ذاتی خوبی اور محنت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے ہیں، بلکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے ہی ہیں۔ اگر ہم اس سوچ کو قائم رکھیں گے تو فضل بڑھتے جائیں گے۔ باقی ان دنیاداروں سے نہ ہم نے کچھ لینا ہے، نہ ہمارا یہ مقصد ہے۔ میرے امریکہ کے دورے کی رپورٹس الفضل میں پڑھنے والوں نے تو پڑھ لی ہوں گی۔ امریکہ میں اُس جگہ اور عمارت میں جو کیپیٹل ہل (Capitol Hill) کہلاتی ہے، جہاں امریکی کانگریس اور سینیٹ (Senate) بیٹھ کر اپنے ملکی اور دنیا کے فیصلے کرتی ہیں، جہاں اُس ملک کے اور بھی مختلف دفاتر ہیں، وہاں ایک ہال میں فنکشن بھی ہوا تھا، جہاں مَیں نے اُنہیں مختصر خطاب کیا تھا۔ ہمارے بعض مخالفین نے، خاص طور پر پاکستان میں اسے ہمارے خلاف، جماعت کے خلاف اُچھالنے کی کوشش کی تا کہ احمدیوں کے خلاف مزید بھڑکایا جائے لیکن بہرحال ان کو کوئی ایسی خاص پذیرائی تو نہیں ملی۔ ان کا یہ مؤقف تھا کہ مَیں احمدیوں کے لئے امریکی حکومت سے کوئی مدد مانگنے گیا ہوں یا نعوذ باللہ ملک کے خلاف، پاکستان کے خلاف کوئی سازش کرنے گیا ہوں۔ یہ تو جو کچھ مَیں نے وہاں کہا اُسے سن کر، اگر ان کی انصاف کی آنکھ ہو، جو نہیں ہے تو خود ہی انصاف سے فیصلہ کر لیں گے اور ہر عقلمند فیصلہ کر سکتا ہے کہ میں لینے گیا تھا یا اُنہیں کچھ دینے اور بتانے گیا تھا۔

ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ جماعت کی ترقی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہے، کسی حکومت کی مدد سے نہیں۔ اور نہ کبھی ہمارے دل میں یہ خیال آیا ہے۔ ملک کے خلاف سازش کا سوال ہے تو ہم ان لوگوں سے زیادہ وطن سے محبت کرنے والے ہیں جن کا نہ پاکستان کے بنانے میں کوئی کردار ہے، نہ اس کے قائم رکھنے میں کوئی کردار ہے، بلکہ یہ لوگ تو دونوں ہاتھوں سے ملک کو لوٹ رہے ہیں اور تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

جہاں تک لینے کی بات ہے تو یہ بھی بتا دوں کہ 2008ء میں جوبلی کے جلسہ پر جب مَیں وہاں گیا تھا تو وہاں ایک ریسپشن (Reception) بھی تھی جس میں مقامی لوگ آئے ہوئے تھے لیکن اس میں صرف ایک سینیٹر تھوڑی دیر کے لئے آئے۔ وہ پانچ منٹ بیٹھے اور چلے گئے اور وہ بھی فنکشن سے پہلے۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے کوئی سینیٹر (Senator) یا کانگریس مین (Congressman) وغیرہ نہیں تھے۔ اور اُن سے دو منٹ بات ہوئی تو مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ یہ انداز مجھے ایسے لگا جیسے یہ کہہ رہے ہوں کہ کیا مانگنے آئے ہو؟ کیونکہ پاکستانیوں کے متعلق اُن کا شاید یہی تصور ہے کہ مانگنے آتے ہیں۔ تو اُسے مَیں نے کہا کہ مَیں تمہارے سے کچھ لینے نہیں آیا۔ اُس وقت بھی مَیں نے اُس کو کہا تھا کہ تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ اگر تم دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہو تو تمہیں کیا طریقے اختیار کرنے چاہئیں اور کس طرح اپنی پالیسیز بنانی چاہئیں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا یہ واحد سینیٹر تھے جو آئے۔ چند منٹ کی گفتگو مجھ سے کی اور چلے گئے۔

لیکن اس خطاب یا فنکشن کا جہاں تک تعلق ہے جو کیپیٹل ہِل میں ہوا اُس کی اہمیت میرے لئے صرف اتنی تھی کہ اگر یہ لیڈر اکٹھے ہو جائیں اور پڑھا لکھا طبقہ وہاں آ جائے تو ان کو اسلام کی تعلیم کے کچھ پہلو بتائے جائیں اور دنیا کے امن کے لئے شاید یہ سن کے پھر دنیا کے امن کے لئے ان کو صحیح قدم اُٹھانے کا خیال پیدا ہو جائے۔

اس فنکشن سے ایک دن پہلے سی این این (CNN) کے نمائندہ نے میرا انٹرویو لیا تھا۔ وہ اور باتوں کے علاوہ کہنے لگا کہ تمہارے لئے یہ بڑا اہم موقع پیدا ہو رہا ہے تو کیسا محسوس کر رہے ہو۔ مَیں نے اُسے کہا اور ایک دم میرے منہ سے یہی نکلا کہ میرے لئے تو یہ کوئی ایسا زیادہ اہم موقع نہیں ہے۔ اُس کے الفاظ کچھ ایسے تھے جیسے کوئی بڑی ایکسائٹمنٹ (Excitement) ہو گی یا کچھ ہو گا۔ تو بہرحال مَیں نے کہا کہ کوئی ایسا موقع نہیں ہے جس کی وجہ سے مَیں ضرورت سے زیادہ ایکسائٹڈ (Excited) ہو جاؤں۔ اس دورے پر جو امریکہ میں آیا ہوں میرا اصل مقصد تو اپنے لوگوں سے ملنا اور اُن کی دینی، اخلاقی، روحانی حالت کی بہتری کی طرف اُنہیں توجہ دلانا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ تمہاری یہ بات جو ہے یہ تو امریکی سیاستدانوں کے لئے بڑی دھچکے والی بات ہے کہ تم اُسے کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔ اور پھر ہنس کے کہنے لگا کہ مَیں تمہاری یہ بات بہرحال ان سیاستدانوں کو نہیں بتاؤں گا۔

بہرحال ایک دنیا دار کی نظر میں تو اس کی کوئی اہمیت ہو گی لیکن ہمارے نزدیک نہ ہے اور نہ ہونی چاہئے۔ ہاں ہم اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُن کا شکریہ ضرور ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری باتیں سنیں۔ اسی طرح اس فنکشن سے پہلے جب مختلف ملاقاتیں ہو رہی تھیں، وہاں کے فوجوں میں جو مختلف فرقوں کے چیپلن (Chaplain) ہیں وہ بھی ہمارے ایک احمدی کے تعلق کی وجہ سے مجھے ملنے آئے۔ چار پانچ آدمی تھے تو اُن میں سے ایک نے مجھے کہا کہ کل تم نے کانگریس میں جا کر کانگریس مین اور سینیٹر سے خطاب کرنا ہے تو نروس (Nervous) تو نہیں ہو رہے ہو گے۔ مَیں نے اُسے کہا کہ بالکل نہیں۔ مَیں نے تو قرآن اور اسلام کی باتیں کرنی ہیں اور مَیں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی نروس ہونے والی بات ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ مختلف جگہوں پر لیکچرز دینے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا کہ ہمیں اگر کوئی ایسا موقع آئے تو بڑی دِقّت ہوتی ہے اور بعض دفعہ نروس ہو جاتے ہیں حالانکہ ہم بہت زیادہ لیکچر دینے والے ہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ بیشک چیپلن تو ہیں، یا مذہبی لیڈر سمجھ لیں اور اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں، لیکن دنیاداری ان پر غالب ہے اور کیپیٹل ہِل کا جو نام ہے وہی اُن کے لئے ایک ہوّا ہے چاہے وہ امریکن ہی ہوں۔ لیکن خدائے واحد کو ماننے والے کے لئے خدا ہی سب کچھ ہے اور ہونا چاہئے۔ جماعت پر اعتراض کرنے والے بھی اسی طرح دنیاداروں سے متأثر ہوتے ہیں جس طرح یہ لوگ ہو رہے ہیں ان کی بھی میٹنگیں ہوتی ہوں گی۔ بعض جا کے ملتے بھی ہوں گے اور ان لوگوں کو متأثر ہونے کی وجہ سے کبھی یہ توفیق نہیں ملی کہ اسلام کا پیغام پہنچائیں، اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں، قرآنِ کریم کا پیغام پہنچائیں۔

جب فنکشن ہو گیا تو ایک کانگریس مَین نے جو ایک دوسرے (کانگریس مین) سے بات کر رہا تھا جو ہمارے ایک احمدی نے سن لی کہ مسلمان لیڈروں کو اس طرح ہونا چاہئے کہ کھل کر بات کیا کریں اور حقیقت بیان کریں اور پُرزور الفاظ میں کریں۔ تو یہ بہرحال ایک تأثر تھا۔ ان لوگوں کو بھی، آج تک کسی مسلمان لیڈر کو، بلکہ حکومتوں کے سربراہوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق نہیں دی۔ اس لئے نہیں دی کہ ان کو دین سے زیادہ دنیا کی طرف رغبت ہے۔

پس نوجوان ہمیشہ اس سوچ کے ساتھ تعلقات رکھیں کہ ہم نے ان دنیاوی لیڈروں سے کچھ لینا نہیں بلکہ دینا ہے۔ شکرگزاری کے جذبات سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس طرح بڑھتے رہیں گے۔ یاد رکھیں جماعت کے کاموں میں کبھی دنیاداری راس نہیں آتی۔ اگر دنیاداروں کو اپنا سب کچھ سمجھ لیا تو جو خدا تعالیٰ ہے، جو انعام دینے والا ہے وہ ان انعاموں کو واپس لینے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔

پس ہمارا مقصد تو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی حمد اور اُس کی رضا ہونا چاہئے اور ہے، نہ کہ کسی دنیادار سے تعلقات ہماری انتہاء ہے۔ یہ کبھی نہ ہماری انتہا ہوئی ہے نہ ہے نہ انشاء اللہ ہو گی۔ اور نہ ہی ہماری زندگی کا مقصد ان دنیاداروں سے کچھ حاصل کرنا اور ان تک پہنچنا ہے اور چاہے وہ امریکہ کا کیپیٹل ہِل ہو یا کوئی اور ایوان ہو، وہاں کا فنکشن نہ کبھی ہماری زندگی کا مقصد رہا ہے اور نہ ہو گا اور نہ ہونا چاہئے۔ یہ ہماری انتہا نہیں۔ ہماری انتہا ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ وہ جتنا بھی پڑھا لکھا ہے اور لوگوں سے تعلقات ہیں کہ خدائے واحد کے آگے جھکنے والا دنیا کو بنانا ہے، یہ ہمارا انتہائی مقصود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تمام ایوانوں اور ملکوں کے جھنڈوں سے اونچا کرنا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔

ایم ٹی اے پر اکثر آپ نے دیکھا ہو گا اور رپورٹس میں بھی پڑھا ہو گا کہ جو کچھ مَیں نے وہاں کہا وہ قرآنِ کریم کی تعلیم کی روشنی میں کہا ہے اور اسلام کی تعلیم جو حق اور سچائی کی تعلیم ہے، وہ کہنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں بھی میری کوئی خوبی نہیں۔ مَیں تو اپنے آپ کو کم علم اور عاجز انسان سمجھتا ہوں لیکن جس مسیح موعود کی نمائندگی میں مَیں اس خطاب کے لئے گیا تھا، اُس کے ساتھ اور آپ کے آقا اور ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ نُصِرْتَ بِالرُّعْب۔ وہاں جاتے ہوئے کار میں جب مَیں دعا کر رہا تھا تو یہی خیال مجھے آیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بڑا اونچا ایوان ہے اور اس سے پہلے تو کبھی سوچنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا، اُسی وقت مجھے جاتے جاتے یہ خیال آیا کہ مَیں تو تیرا ایک عاجز بندہ ہوں اور تیرے پیغام کو لے کر وہاں جا رہا ہوں۔ تیرے مسیح موعود کی نمائندگی میں جا رہا ہوں۔ اس لئے نُصِرْتَ بِالرُّعْب کا جو وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اُس کا نظارہ آج بھی دکھا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور یہ ذوق رکھنے والے احمدیوں نے دیکھا اور اس کا اظہار بھی کیا بلکہ دوسروں نے بھی اظہار کیا کہ نُصِرْتَ بِالرُّعْب کا نظارہ ہم نے وہاں دیکھا۔ انور محمود خان صاحب جو مولانا عبدالمالک خان صاحب کے بیٹے ہیں، وہیں رہتے ہیں، وہاں کی مرکزی عاملہ میں شامل ہیں، انہوں نے ان سیاستدانوں کے وہاں کے حالات کے بارے میں اور ان سیاستدانوں کے مختصر تبصروں کے بارے میں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ایک مختصر سا مضمون بھی لکھا ہے جو مَیں سمجھتا ہوں کہ اُن کو الفضل اور دوسرے رسالوں میں چھپوا بھی دینا چاہئے کہ کس طرح اُن پر اثر ہو رہا تھا۔

اس فنکشن میں انتیس (29) کانگریس مین اور سینیٹرز آئے ہوئے تھے۔ تھنک ٹینک (Think-tank) سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ پینٹا گون (Pentagon) سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ این جی اوز (NGO's) سے کچھ لوگ تھے۔ پروفیسرز تھے اور ان ساروں کی تعداد تقریباً ایک سو دس تھی۔ عموماً وہاں کی روایت بھی ہے اور یہی کہا جاتا ہے کہ کانگریس مین اور سینیٹرز کسی فنکشن میں جائیں تو زیادہ دیر بیٹھا نہیں کرتے، تھوڑی دیر بعد اُٹھ کے چلے جاتے ہیں۔ بہرحال یہ کہ اُن کے اخلاق کا کیا معیار ہے یہ تو وہ جانتے ہیں۔ لیکن ہر کوئی وہاں جانتا ہے کہ بیٹھا نہیں کرتے، اُٹھ جاتے ہیں۔ لیکن اس فنکشن میں دو تین کے علاوہ جنہوں نے پہلے اجازت لے لی تھی۔ باقی سب جو ہیں پورا وقت بیٹھے رہے ہیں، بلکہ کیپیٹل ہل کے ہی ایک پرانے بیوروکریٹ جو وہاں کام کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مَیں پندرہ سال سے یہاں ہوں اور ایک پہلی بات تو یہ کہ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ دس سے زیادہ کانگریس مین یا سینیٹرز کبھی کسی فنکشن میں اکٹھے آئے ہوں۔ دوسری بات یہ کہ چاہے جس کا مرضی پروگرام ہو کوئی پانچ سات دس منٹ سے زیادہ نہیں بیٹھتا، اُٹھ کے چلے جاتے ہیں، چاہے ملکی سربراہان آئیں بلکہ ہمارے اپنے فنکشنوں میں بھی نہیں بیٹھتے۔ اور پھر وہ کہنے لگا کہ یہ بات تو میرے لئے بالکل ہی عجیب تھی کہ مختلف پارٹیوں کے لیڈر، اپوزیشن اور جو حکومتی سیاستدان تھے دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور پھر بیٹھے رہے۔

جس سینیٹر کا مَیں نے ذکر کیا ہے کہ 2008ء میں مجھے ملا اور بڑا متکبرانہ رویہ تھا۔ وہ بھی نہ صرف وہاں آیا ہوا تھا بلکہ سٹیج پر آکر بولا اور جتنی دیر میری تقریر تھی وہ پورا وقت بیٹھا رہا اور سن کے گیا۔ بعض سینٹرز اور کانگریس مین ایسے بھی تھے جو سیٹوں کی کمی کی وجہ سے کھڑے رہے ہیں۔ ان کا وہاں بڑے سے بڑا ہال جو میسّر تھا اس میں کچھ ہمارے لوگ تھے اور کچھ یہ لوگ۔ بڑے ہال تو وہاں اس طرح ہوتے نہیں۔ یہ جو سب سے بہتر اور بڑا ہال ہے اور اس میں اچھے فنکشن ہوتے ہیں۔ یہ ان کا گولڈ روم کہلاتا ہے۔ سیٹوں کی کمی کی وجہ سے یہ لوگ کھڑے بھی رہے ہیں اور باقاعدہ وہ باتیں سنتے رہے ہیں جو شاید اُن کے مزاج کی نہیں تھیں کہ انصاف کرو۔ جو مَیں نے باتیں کہیں وہ یہی تھیں کہ انصاف کرو۔ انصاف کو اگر صحیح طرح سے قائم نہ کیا تو پھر تم لوگوں کی جتنی مرضی طاقت ہو سنبھال نہیں سکتے۔ بڑی قومیں چھوٹی قوموں کا خیال رکھیں۔ یہ چیز امن قائم کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ سلامتی کونسل اور یو این او میں برابری پر تمام قوموں کو بیٹھنا چاہئے۔ دوسرے ملکوں کی دولت پر نظر نہ رکھیں۔ تو یہ باتیں مَیں نے اُن کو کہیں تھیں اور یہ ایسی نہیں کہ جو کہا جائے کہ اُن کے مزاج کے بڑے مطابق تھیں اور یہ سب کچھ قرآنِ کریم کی تعلیم سے مَیں نے اُن کو بتایا۔ میری تقریر کے بعد پہلے وہاں جو مسلمان کانگریس مین ہیں، جو افریقن امریکن ہیں، وہ مجھے کہنے لگے کہ مجھے تمہاری یہ بات بڑی اچھی لگی ہے کہ دوسروں کی دولت کو حرص کی نظر سے نہ دیکھو۔ وہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ کیا پالیسیز ہیں اور کس طرح دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس لیکچر کو جلدی چھپوا کے سب تک پہنچانا چاہئے۔ اور ایک کانگریس مین کا تبصرہ یہ تھا کہ یہ پیغام ایسا ہے جس کی امریکہ کو آج ضرورت ہے۔

پس ان لوگوں تک اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچا دینا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے۔ اثر ہوتا ہے یا نہیں، یا عارضی طور پر اثر ہوا ہے تو کب زائل ہو جائے، بات پر کان دھرتے ہیں یا نہیں، لیکن ان پر اسلام کی خوبصورت تعلیم بہرحال واضح ہو گئی ہے۔

پس اصل حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے یہ سامان پیدا فرمائے اور اس بات کو ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ان کے سیاستدانوں کو بھی مختلف ملاقاتوں میں مَیں نے انصاف قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اگر توجہ کر لیں گے تو دنیا بھی فسادوں سے محفوظ رہے گی اور یہ بھی۔ اگر نہیں تو پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر بھی اپنا کام کرے گی۔

کینیڈا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سیکرٹری خارجہ نوجوان ہیں۔ اُن کے اور اُن کی ٹیم کے اچھے تعلقات ہیں۔ نئے لوگوں سے بھی اور پرانے تعلقات کو بھی انہوں نے قائم کیا ہے۔ پس اُن کو بھی اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ اُس نے اُنہیں موقع دیا کہ جماعت کے کسی کام آ سکیں اور حق اور انصاف کی باتیں اُن تک پہنچا سکیں۔ کئی پارٹی لیڈر اور سیاستدان وہاں آئے جن سے انہوں نے میری ملاقاتیں کروائی۔ دنیا کو پُرامن بنانے کے لئے ان بڑے ملکوں کے سیاستدانوں کو سمجھانا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح پڑھے لکھے طبقے کو بھی سمجھانا ضروری ہے۔

اس مرتبہ کینیڈا میں ایسی دو تقاریب پیدا ہو گئیں۔ ایک تو ریسپشن ہوئی یا یہ کہہ لیں کہ وہاں انہوں نے طاہر ہال نیا بنایا جس کا افتتاح تھا جس میں مقامی کینیڈین کی خاصی تعداد تھی، سیاستدانوں کی بھی اور دوسرے پڑھے لکھے لوگوں کی بھی، جنہیں اسلامی تعلیم کی روشنی میں کچھ کہنے کا موقع ملا۔ بعض مہمانوں کے جو تبصرے مجھ تک پہنچے ہیں وہ بڑے مثبت ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ مثبت تبصرے اُن کے ذہنوں کو بدلنے والے اور اُن کی پالیسیز کو بدلنے والے بھی ہوں۔ اسی طاہر ہال کے بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ پہلے ایک حکومتی ادارے نے جو بعض چیریٹی اداروں اور این جی اوز کی مدد کرتے ہیں، تقریباً دو اڑھائی ملین ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا کہ اس کی تعمیر میں کچھ حصہ جماعت ڈالے اور کچھ یہ دیں گے۔ جب مجھے پتہ لگا تو مَیں نے کہا بہتر یہ ہے کہ شکریہ کے ساتھ ان کی رقم واپس کر دی جائے اور جماعت اگر بنا سکتی ہے تو خود بنائے، تو اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جماعت کو توفیق دی اور کئی ملین ڈالر خرچ کر کے جماعت نے یہ ہال اور اس کے ساتھ جامعہ احمدیہ کی عمارت بنائی ہے۔ باوجود اس کے کہ کینیڈا کی جماعت کی مساجد کے بھی بڑے منصوبے ہیں اور کئی کئی ملین ڈالر کے منصوبے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ منصوبوں پر عملدرآمد کر رہی ہے اور قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے۔ جامعہ کے لئے جو ابھی تک عمارت استعمال ہو رہی تھی، گو وہ ایک خریدی ہوئی عمارت تھی لیکن وہ چھوٹی پڑ گئی تھی۔ اب اچھے کلاس رومز، دفاتر وغیرہ اس کے ساتھ بن گئے ہیں اور پیس ولیج (Peace Village) میں ہی یہ جامعہ ہے جہاں کنٹرول وغیرہ بھی نسبتاً آسان ہے۔ اس سال انشاء اللہ وہاں جامعہ شروع ہو جائے گا۔

پس ان ترقیات کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو حقیقی شکرگزار اور حمد کرنے والا بنائے۔

جماعت کے تعلقات کی وجہ سے وزیرِ اعلیٰ اونٹاریو (Ontario) نے بڑا زور دے کر ایک ریسیپشن کا انتظام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے وہاں ہر لیول پر اچھے تعلقات ہیں۔ جب میرے کینیڈا آنے کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ وہ میری ریسیپشن کرنا چاہتے ہیں اور میرے اس وجہ سے انکار پر کہ وقت تھوڑا ہے اور شہر میں جہاں وزیرِ اعلیٰ کا دفتر ہے، سیکرٹیریٹ ہے یا جہاں بھی انتظام کرنا تھا انہوں نے اپنے گیسٹ ہاؤسز وغیرہ میں یا وزیرِ اعلیٰ ہاؤس میں تو وہاں آنا جانا بہت مشکل ہو جائے گا، وقت ضائع ہو گا۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں آپ لوگوں کی رہائش کے قریب ایک بڑے ہوٹل میں ریسپشن کر دوں گا لیکن آپ نے آنا ضرور ہے۔ بہرحال پھر اس وجہ سے انکار کی گنجائش بھی نہیں تھی۔ چنانچہ انہوں نے دعوت کی اور بڑے اچھے الفاظ میں جماعت کا ذکر کیا، جماعت کے تعلقات کا ذکر کیا، جماعت کے کاموں کا ذکر کیا۔ وہاں ان کے جو بھی لوگ آئے ہوئے تھے اُنہیں بھی وہاں دس پندرہ بیس منٹ اسلام کی خوبصورت تعلیم بتانے کی توفیق ملی۔

پس تعلقات کے لحاظ سے کینیڈا جماعت کے بعض عہدیداروں کے بھی اور عام لوگوں کے بھی اچھے تعلقات ہیں۔ اور وہ تعلقات جو پہلے قائم ہوئے تھے، نہ صرف قائم ہیں بلکہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا، ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہے نہ کہ کسی نوجوان یا کسی بھی شخص کی ذاتی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت عمومی طور پر اخلاص و وفا میں بڑی بڑھی ہوئی ہے۔ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں وہاں اُن کے انتظامات میں بعض خرابیوں کی وجہ سے کچھ ناراضگی کا اظہار کیا تھا تو افرادِ جماعت سے جب وہاں ملاقاتیں ہو رہی تھیں تو اُنہوں نے رو رو کر بھی اور خطوط کے ذریعے سے بھی بڑی معافی مانگی۔ حالانکہ میری ناراضگی کا اظہار اگر کچھ تھوڑا سا تھا تو وہ متعلقہ شعبہ جات کے بارے میں تھا، اُن کے عہدیداران سے تھا نہ کہ افرادِ جماعت سے۔ یہ افرادِ جماعت کی محبت اور اخلاص ہی تھا جو مَیں نے اُن کو یہ کہا تھا کہ اگر ان کا خیال نہ ہوتا تو جلسہ امریکہ میں منتقل کر دیا جاتا۔

پس مجھے وہاں افرادِ جماعت سے عموماً تو کوئی شکوہ نہیں۔ ہاں جلسہ کے دوران جو بعض غلطیاں ہوئی ہیں۔ عہدیداران کی طرف سے بھی ہوئیں یا اگر افراد میں سے ہوئیں تو جس طرح کہ عموماً خواتین کے ایک حصے سے ہر جگہ شکوہ رہتا ہے کہ وہاں کافی شور پڑتا رہا ہے اور انہوں نے توجہ سے جلسہ نہیں سنا، لیکن ان تمام باتوں کی اصلاح عہدیداروں اور ڈیوٹی دینے والوں اور ڈیوٹی دینے والیوں کی صحیح رنگ میں ڈیوٹی کی طرف توجہ سے ہو سکتی ہے۔ پس اگر معافی مانگنی چاہئے تھی تو عہدیداروں اور بعض ڈیوٹی دینے والوں کو، جس کا اُنہیں تو خیال نہیں آیا لیکن عام احمدی مرد اور عورتیں اس بات پر بے چین ہو رہے تھے کہ مَیں نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا جماعت کے اخلاص و وفا کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے۔ ایک تو وہاں پیس ولیج میں پہلی آبادی تو تھی لیکن اب اردگرد اَور بھی جگہ بن گئی ہے۔ پیس ویلیج (Peace Village) کا ایک اور حصہ آباد ہو گیا ہے۔ اسی طرح سڑک کی پار دوسری طرف بھی آبادی ہو گئی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ تقریباً ہزار کے قریب گھر ایسے احمدیوں کے ہو گئے ہیں۔ اس لئے ایک تو وہاں بڑی رونق رہتی ہے اور ہر وقت وہاں یہی تھا کہ جیسے احمدی ماحول ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کینیڈا کی جماعت کے اخلاص و وفا کو دیکھ کر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ کیسی پیاری جماعت ہے جس نے خلافت سے محبت کی بھی انتہا کی ہوئی ہے تو جیسا کہ مَیں نے کہا روزانہ پیس ولیج میں رونق رہتی تھی۔ اور بلکہ دن تھوڑے تھے اور رمضان تھا ورنہ اُن کے اخلاص و وفا کو دیکھ کر میرا تو دل چاہتا تھا کچھ دن اور وہاں رہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے یہ بھی فضل ہے کہ جلسہ کی جگہ بعض انتظامات کے لحاظ سے تنگ پڑ رہی ہے۔ پارکنگ وغیرہ کی بھی بہت تنگی ہو رہی تھی۔ اس لئے کینیڈا جماعت کو اپنے جلسہ کی وسعت کے بارہ میں بھی، جگہ کے بارہ میں بھی سوچنا چاہئے۔ اس بات کی فکر نہیں ہونی چاہئے کہ کس طرح انتظام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ جب ضرورت بڑھا رہا ہے تو انتظامات بھی فرما دے گا انشاء اللہ۔ بشرطیکہ حقیقی شکرگزار بندے بنیں اور حمد کرنے والے بنیں۔

ایک اور بات مَیں کینیڈا والوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں، کینیڈا میں بھی اور امریکہ میں بھی اور اب یہاں بھی پاکستان کے ریفیوجی یا اسائلم سیکرز بہت سے نئے آئے ہیں، آج کل آ رہے ہیں، اُنہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل فرما دیا ہے تو اُس کے فضلوں کو مزید جذب کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو دنیا میں گم کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے جوڑیں، اُس کے احکامات کو سامنے رکھیں، اُس کی رضا کو سامنے رکھیں۔ نوجوان خاص طور پر یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا جس قدر شکرگزار ہوتے ہوئے آپ اُس کی حمد کریں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے چلے جائیں گے۔ پاکستان سے جن تکالیف کی وجہ سے آئے ہیں اُنہیں ہمیشہ یاد رکھیں تو خدا تعالیٰ بھی ہمیشہ یاد رہے گا۔ نئے آنے والوں کو، عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی ہمیشہ اپنے نیک نمونے قائم کرنے کی طرف توجہ رکھنی چاہئے تا کہ جہاں خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں وہاں لوگوں کے لئے بھی اور یہاں رہنے والے احمدیوں کے لئے بھی ایک نمونہ بنیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہاں آنا صرف دنیا کے لئے نہ ہو، بلکہ دین بھی مدّنظر رہے۔

اب انشاء اللہ تعالیٰ دو دن تک رمضان بھی شروع ہو رہا ہے اور امریکہ اور کینیڈا میں تو شاید کل سے شروع ہو رہا ہے۔ اس رمضان سے بھی ہر احمدی کو خوب فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ اپنی دعاؤں اور عبادتوں کو بھی انتہا تک لے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے اور کھینچنے کے دن ہیں۔ ان سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی عطا فرمائے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر اپنے اوپر نازل ہوتا ہوا دیکھیں۔ اللہ کرے کہ اس طرح ہی ہو۔

اب جمعہ کی نماز کے بعد مَیں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ تو ہمارے ایک شہید چوہدری نعیم احمد گوندل صاحب کا ہے جن کو کل شہید کیا گیا ہے جو چوہدری عبدالواحد صاحب اورنگی ٹاؤن ضلع کراچی کے بیٹے تھے۔ ان کی کل ہی شہادت ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا مکرم خورشید عالم صاحب مرحوم تھے۔ شہید مرحوم 1961ء میں پیدا ہوئے۔ چک 99 شمالی سرگودھا کے تھے۔ پھر 1971ء میں گوندل فارم کوٹری میں شفٹ ہو گئے، پھر اورنگی ٹاؤن میں آ گئے۔ 1914ء میں ان کی دادی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور دادا نے پھر بعد میں بیعت کی۔ شہید مرحوم نے ایم اے اکنامکس اور ایم بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان میں بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کام کر رہے تھے۔

ان کا شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ یہ 19 جولائی کی صبح کو سوا آٹھ بجے حسب معمول دفتر سٹیٹ بینک جانے کیلئے گھر سے نکلے۔ آپ عموماً گھر کے سامنے ایک تنگ گلی سے گزر کر بڑی سڑک پر جاتے تھے جہاں سے آپ کو بینک کی گاڑی آ کر دفتر لے جایا کرتی تھی۔ موصوف جب گلی میں داخل ہوئے ہیں تو سامنے سے دو نوجوانوں نے آ کر کنپٹی پر فائر کیا ہے۔ گولی دائیں جانب سے لگی اور بائیں سے نکل گئی جس سے نعیم احمد گوندل صاحب موقع پر شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ گیارہ سال سے شہید مرحوم صدر حلقہ اورنگی ٹاؤن کی خدمت پر مامور تھے۔ اس سے قبل چار سال بطور قائد مجلس اورنگی ٹاؤن اور اس سے قبل انہوں نے زعیم حلقہ، سیکرٹری وقفِ نو، مربی اطفال اور مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات سرانجام دیں۔ نہایت خوش اخلاق، ملنسار، حلیم الطبع تھے۔ اہلِ علاقہ بھی ان کے بارہ میں یہی رائے رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ سے اورنگی ٹاؤن کے حالات خراب تھے اور مخالفانہ وال چاکنگ وغیرہ کا سلسلہ جاری تھا لیکن ہمیشہ آپ بڑی بہادری سے سب چیزوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ دلیر اور بہادر شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی بھی تھے۔ کچھ غیر احمدی تعزیت کے لئے آئے تو انہوں نے بھی آپ کے اوصاف کا تذکرہ کیا۔ یہاں بھی جلسے پر کئی سالوں سے آ رہے تھے اور جن کے گھر ٹھہرتے تھے اُن کی بچیوں نے کہا کہ ہمارے گھر بہت سارے مہمان ہوتے تھے تو ہم نے دیکھا کہ جلسے کے مہمان کی بجائے خود اُن کے میزبان بن جایا کرتے تھے۔ بلکہ عاجزی یہاں تک تھی کہ جب اپنے بوٹ پالش کرنے لگے ہیں تو ساتھ مہمانوں کے بھی بوٹ پالش کر دیا کرتے تھے۔ ایک جلسے پر آئے ہیں جب بارشیں زیادہ تھیں تو کہتے ہیں کہ گھر والوں نے کیچڑ سے لدے ہوئے جو لانگ بوٹ پہنے ہوئے تھے اُنہوں نے آ کر انہیں اتار دیا۔ صبح اُٹھ کر دیکھا تو ساروں کے بوٹ بڑے سلیقے سے صاف ستھرے ایک لائن میں پڑے تھے۔ انہوں نے رات کو جلسے کے سارے مہمانوں کے بوٹ، جو بھی ان کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے، مٹی اتار کے صاف کر کے، پالش کر کے، جو دھونے والے تھے دھو دھا کے رکھے ہوئے تھے۔ انتہائی عاجز طبیعت تھی۔ اولاد تو ان کی کوئی نہیں تھی لیکن اہلیہ بھی کہتی ہیں کہ اس طرح انہوں نے میرا خیال رکھا کہ مجھے خیال آتا ہے کہ شاید میرے ماں باپ نے مجھے زندگی میں اتنا آرام نہیں دیا اور پیار نہیں دیا جتنا اس شخص نے دیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور یہ سختی کے دن بھی اللہ تعالیٰ جلد سے جلد پاکستان میں ختم کرے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں بہت زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور خاص طور پر اس رمضان میں اس لحاظ سے بھی پاکستانی اور دنیا میں ہر جگہ احمدیوں کو خاص طور پر بہت دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ یہ جو سختیوں کے دن ہیں یہ جلدی بدلے۔

دوسرا جنازہ مکرم صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بیٹے تھے۔ چھیاسی سال کی عمر میں چودہ پندرہ جولائی کی درمیانی شب کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ حضرت ام ناصر کے بطن سے یہ پیدا ہوئے تھے اور بڑے نرمی سے بات کرنے والے، غریبوں سے حسن سلوک کرنے والے تھے۔ انہوں نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اُس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سنڈیکیٹ جو سندھ میں زمینوں کا اپنا ادارہ تھا وہاں ان کو بھیج دیا تھا۔ تو اُس کے بعد پھر وہی کام کرتے تھے۔ جب یہ بند ہو گیا تو پھر یہ اپنا ہی کاروبار کرتے رہے۔ خلافت سے بھی ان کا بڑا تعلق تھا۔ مجھے باقاعدگی سے خط بھی لکھا کرتے تھے اور بڑے اخلاص و وفا کا تعلق انہوں نے ہمیشہ ظاہر کیا۔ میرے ماموں تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ اب نماز کے بعد نماز جنازہ ادا ہوگا۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

کے سٹال پر وزٹ کیا اور قرآنِ کریم کے تراجم کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ عربی زبان میں لٹریچر کا پوچھا۔ اتفاق سے اُس وقت سب سے اوپر 'التقوی' کا ایک پرانا شمارہ پڑا ہوا تھا۔ سفیر صاحب نے اُسے کھول کر دیکھنا شروع کیا تو جو صفحہ سب سے پہلے کھلا اس پر مسجد فضل لندن میں شاہ فیصل کی آمد والی تصویر اور اہلِ عرب کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات کا تذکرہ تھا۔ سفیر موصوف نے غیر معمولی دلچسپی سے مضمون کو پڑھنا شروع کیا اور جماعت کا تعارف حاصل کرنے کے لئے سٹال پر بیٹھ گئے۔ بعد میں اُنہیں باقی لٹریچر پہنچایا گیا۔

......پھر مبلغ انچارج جاپان لکھتے ہیں کہ ایک مصری دوست جو ڈاکٹر ہیں بُک فیئر پر آئے اور اُنہوں نے بتایا کہ وہ باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ اسٹال دیکھتے ہی وہ خاکسار کی طرف دوڑے چلے آئے اور بڑے تپاک سے ملے اور شکریہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ کہنے لگے کہ ایک دن ایم ٹی اے دیکھتے ہوئے امام جماعت احمدیہ کا وہ خطبہ سُنا جس میں آپ نے عرب ممالک اور مصر میں ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے۔ مصری عوام کی جدوجہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے اور عرب حکمرانوں کو ان کی غلطیوں کی طرف متوجہ کرنے پر میں امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ نیز کہنے لگے کہ اسلامی دنیا میں شاید وہ واحد مذہبی رہنما ہیں جنہوں نے عرب حکمرانوں کو اس جامع انداز میں متوجہ فرمایا ہے۔

......زونل امیر ساؤتھ زون کرناٹک لکھتے ہیں کہ بنگلور شہر میں ایک شاندار بک فیئر ہوا جس میں جماعت کی طرف سے بھی تین سٹال لگائے گئے۔ اُس میں میرے جو مختلف دورہ جات ہیں اُن کی سی ڈیز دکھائی گئیں اور ہر آنے جانے والا اُسے دیکھتا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر تحفظِ ختم نبوت والے بوکھلا گئے اور پولیس اور اعلیٰ افسران سے مل کر ہمارے سٹال بند کروا دیئے۔ جماعتی وفد نے فوراً متعلقہ افسران سے جا کر ملاقات کی اور جب ہمارا موقف اُن کے سامنے رکھا گیا اور جماعتی لٹریچر اور کتب اُن کو دی گئیں تو ان افسران نے کہا کہ ہمیں مولویوں نے جماعت کے بارے میں غلط باتیں بتائی تھیں جس کی وجہ سے ہم نے یہ سٹال بند کرنے کی ہدایت جاری کی تھی۔ انہوں نے نہ صرف سٹال کھولنے کی اجازت دی بلکہ سٹال کی حفاظت کے لئے دو پولیس والوں کی ڈیوٹی بھی لگا دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں لوگوں کی آمد و رفت بڑھ گئی اور دس دن سٹال جاری رہا۔ اسّی ہزار لوگ اس سٹال سے وقتاً فوقتاً جماعتی لٹریچر اور کتب وغیرہ بھی لے جاتے رہے۔ ترپّن (53) ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔

احمدیہ پرنٹنگ پریس

اس وقت رقیم پریس انگلستان کی نگرانی میں افریقہ کے آٹھ ممالک، غانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، کینیا، گیمبیا اور برکینا فاسو میں ہمارے پریس کام کر رہے ہیں۔

اس سال رقیم پریس لندن سے طبع ہونے والے کتب و رسائل کی تعداد دو لاکھ پندرہ ہزار تین سو اڑتالیس ہے۔ الفضل انٹرنیشنل بھی اب یہیں سے شائع ہوتا ہے۔ افریقہ کے ممالک میں طبع ہونے والے مختلف کتب و رسائل کی تعداد جو ہمارے پریس سے شائع ہوئیں، وہ پانچ لاکھ تین ہزار سے اوپر ہے۔ گھانا پریس کو نئی مشینری گئی ہے۔ نیا پریس لگا ہے اور اللہ کے فضل سے جماعتی لٹریچر اور کتب کے علاوہ یہ باہر کا بھی کافی کام کر رہے ہیں۔ قومی اخبارات بھی یہاں سے شائع ہو رہے ہیں اور دونوں طرح یہ کافی اچھی آمد کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی طرح بعض دوسرے پریس ہیں۔

بنگلہ ڈیسک

یہ بھی مختلف کتب پر کام کر رہے ہیں۔ دعوۃ الامیر کی نظر ثانی کا کام ہو گیا۔ سبز اشتہار کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ ایم ٹی اے پر بیالیس (42) گھنٹے بنگلہ کا لائیو پروگرام ''شوتر شندھے'' پیش کیا جاتا ہے۔ بنگلہ ڈیسک کے خطوط جو میرے پاس آتے ہیں اُن پر بھی یہ کام کرتے ہیں۔ لائیو خطبات کا ترجمہ، تقریروں کا ترجمہ یہ سب، مختلف کام یہ کر رہے ہیں۔

چینی ڈیسک

چینی ڈیسک ہے۔ اس میں بھی قرآنِ کریم کا چینی زبان میں ترجمے کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کا پروگرام ہے۔ اس ایڈیشن کی اشاعت سے قبل اس کی دو مرتبہ نظر ثانی کی گئی ہے۔ اب مکمل کر کے ربوہ بھجوایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انفرادی طور پر لوگوں سے رابطے بھی ہو رہے ہیں۔

ٹرکش ڈیسک

ٹرکش ڈیسک ہے۔ اس کے ذریعہ سے برکات الدعا، نماز، صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کتاب جلال شمس صاحب نے تیار کی ہے اور لجنہ کے دستور اور کچھ اور کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

رشین ڈیسک

اس کے ذریعہ سے بھی کام میں کافی وسعت آئی ہے۔ یہ اب خطبات کا باقاعدہ لائیو ترجمہ دے رہے ہیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ خطبے کو جو ٹرانسکرائب کرنا ہوتا تھا اس پر پہلے ربوہ سے آتے ہوئے دیر لگ جاتی تھی۔ اب یہ رشین ڈیسک ہی فوری طور پر کروا دیتا ہے۔ اور پھر اسی طرح دوسرے خطابات اور خلافت جوبلی کے جو خطابات وغیرہ ہیں انہوں نے شائع کئے ہیں۔

شوئم جان جمیلوف صاحب جن کا تعلق بخارا ازبکستان سے ہے لکھتے ہیں کہ دو سال پہلے میرے دل میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے حوالے سے بہت سے سوال پیدا ہوتے تھے۔ کیونکہ میں نے قرآن و کتب احادیث کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ مختلف مساجد میں جا کر علماء سے اس بارے میں سوال کرتا تھا لیکن کوئی مجھے تسلی بخش جواب نہ دیتا۔ تشفی نہ ہونے پر ہماری بحث شروع ہو جاتی اور میں ان سے کہتا کہ دیکھو اب ہم بحث میں لگے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس ایسی کوئی شخصیت نہیں جو ہمارے

درمیان فیصلہ کروا سکے۔ عیسائیوں کے پاس پوپ ہے جواُن کے فیصلے کر دیتا ہے۔ اور ہم جن کا دعویٰ ہے کہ ہمارا مذہب سب سے صحیح ہدایت دیتا ہے ہمارے پاس اس زمانے میں نہ تو کوئی امام ہے اور نہ ہی کوئی خلیفہ، اس پر وہ تمام خاموش ہو جاتے۔ اس دوران میرے ایک دوست فرقان صاحب جنہوں نے اپنی محنت سے خود عربی زبان سیکھی تھی، اپنی عربی زبان کی مشق کے لئے مختلف چینل ڈھونڈ رہے تھے۔ اسی دوران اُن کو ایم۔ٹی۔اے العربیہ مل گیا اور وہاں پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر چل رہا تھا۔ مجھے عربی نہیں آتی تھی لیکن میرے دوست فرقان صاحب کو عربی آتی تھی اور وہ مجھے تمام پروگرام کا ترجمہ کر کے بتاتے تھے۔ اس کے نتیجہ میں میرے دل میں موجود ہر سوال کا مجھے تسلی بخش جواب مل گیا اور میں اور فرقان صاحب باقاعدگی کے ساتھ یہ پروگرام دیکھنے لگے۔ اس کے بعد انٹرنیٹ پر بھی میں نے معلومات حاصل کیں۔ شروع میں تو مجھے تمام وہ سائٹس ملیں جو جماعت کے خلاف تھیں لیکن پھر alislam.org مل گئی۔ اور یہاں سے میں نے ازبک زبان میں جماعت کا لٹریچر پڑھا اور یقین ہو گیا کہ یہی جماعت سچی ہے اور میں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

فرنچ ڈیسک

فرنچ ڈیسک کا بھی اللہ کے فضل سے کام ہو رہا ہے۔ کچھ کتب کے ترجمے ہو رہے ہیں۔ کچھ کی تصحیح ہو رہی ہے۔

انڈیا ڈیسک

انڈیا ڈیسک بھی اپنے کام کرتا ہے۔ وہاں انڈیا سے جتنی ڈاک کا آنا جانا ہے اُس کی ڈیلنگ، دفتری کام اور وہاں سارے نظام کو نئے سرے سے بہتر بنایا جا رہا ہے۔ اس وقت وہاں کی مرکزی لائبریری میں ستر ہزار کتب موجود ہیں۔ اور اسی طرح اب مخزنِ تصاویر کے تحت وہاں ایک بہت بڑی نمائش بھی لگائی گئی ہے۔ گیسٹ ہاؤسز نئے تعمیر ہوئے ہیں اور شعبہ تاریخِ احمدیت بھارت کا اجراء کیا گیا ہے اور فضل عمر پرنٹنگ پریس کی نئی مشینری آئی ہے۔ انہوں نے بہت اچھا کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ میری دائیں طرف میز پر کونے میں جو کتابیں پڑی ہیں یہ سب انڈیا کے فضلِ عمر پریس سے چھاپی گئی ہیں اور اللہ کے فضل سے انہوں نے بڑی معیاری کتب شائع کی ہیں۔ عموماً ہم کتب شائع کرتے ہیں اور بائنڈنگ وغیرہ باہر سے کرواتے ہیں لیکن یہ ہارڈ بائنڈنگ وغیرہ بھی انہوں نے اپنے پریس سے ہی کی ہے۔

عربک ڈیسک

عربی ڈیسک بھی اللہ کے فضل سے اچھا کام کر رہا ہے۔ مختلف پمفلٹ تیار کئے ہیں۔ کتب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور کافی تعداد میں کتب شائع کی ہیں۔

ایم ٹی اے 3 العربیہ

ایم ٹی اے 3 العربیہ کے (بارہ میں) جو تأثرات ہیں (ان میں سے) بعض بیان کر دیتا ہوں۔

❁......عبدالخالق صاحب لکھتے ہیں کہ میری عمر پچاس سال ہے۔ شروع سے ملحدانہ زندگی گزاری۔ تقریباً ایک سال قبل ایک عجیب سی تجلی دیکھی جسے دل نے محسوس کیا اور آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ اس دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف میں دیکھا۔ جب یہ بات لوگوں کے سامنے بیان کی تو کوئی نہ مانا بلکہ مخالفت پر اُتر آئے۔ اس کے ایک سال کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمرؓ کے ہمراہ دیکھا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناسخ و منسوخ کے بارے میں پوچھ رہے تھے لیکن حضورؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہ آسکی کہ کیوں جواب نہ دیا۔ پھر اچانک ایم۔ٹی۔اے دیکھنے کا موقع مل گیا جس پر وہی بات جاری تھی جو مَیں نے خواب میں دیکھی تھی۔ یعنی حضرت عمرؓ کا ناسخ و منسوخ کے بارہ میں پوچھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب نہ دینا۔ چند لمحوں میں ہی میری تسلی ہو گئی اور مَیں نے فیصلہ کر لیا کہ یہی میری جماعت ہے۔ اس کے بعد مَیں نے اپنے بھائی مؤفق کو تبلیغ کی۔ وہ بھی مطمئن ہو گیا اور ہم نے بیعت کا فیصلہ کرلیا۔

❁......پھر مصر سے حسین صاحب لکھتے ہیں کہ تقریباً تیس سال قبل مَیں نے خواب دیکھا کہ ایک صحراء میں لوگوں کی ایک لمبی قطار کے ساتھ چل رہا ہوں۔ قطار بڑی منظّم تھی، میں سب سے پیچھے تھا۔ اس کے باوجود سب سے اگلے آدمی کو دیکھ سکتا تھا۔ جس نے جھنڈا اُٹھایا ہوا تھا جس پر لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھا تھا اور سارے لوگ بڑے وقار سے کلمہ طیبہ دہراتے جاتے تھے۔ اُسی وقت سے مَیں اس جماعت کی تلاش میں تھا کہ اچانک ایک روز ایم۔ٹی۔اے العربیہ مل گیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اسلام کی سچی نمائندہ جماعت ہے۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ اسی کشتی نوح پر سوار ہونے کا فیصلہ کر لیا اور دل و جان سے مطمئن ہو کر بیعت فارم پر دستخط کئے ہیں۔ براہِ کرم قبول فرمائیں۔

اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں۔

❁......ایک محمود صاحب ہیں جو سیریا سے لکھتے ہیں کہ میری ظاہری تعلیم تو کوئی نہیں لیکن دینی علم ضرور ہے۔ جماعت سے تعارف سے قبل مولویوں سے گفتگو کیا کرتا تھا اور ہمیشہ اُن کی باتوں سے اختلاف کرتا تھا کیونکہ اُن کی باتوں سے تسلی نہ ہوتی تھی۔ میں اپنی رائے پر مصر رہتا تھا یہاں تک کہ بعض مولوی کہتے کہ تم مسلمان ہی نہیں۔ میں اُنہیں کہتا کہ اگر یہی اسلام ہے جو تم پیش کرتے ہو تو میں اس اسلام سے باز آیا۔ خواب میں دیکھا کرتا تھا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کر رہا ہوں۔ کیونکہ مَیں ہمیشہ آپ کی سیرتِ طیبہ کا دفاع کیا کرتا تھا۔ ہماری فیملی بیک گراؤنڈ عیسائی ہے تاہم میرے والد نے جوانی کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ میرے سارے بچے بھی بیعت کرتے ہوئے قبولیت کی درخواست کرتے ہیں۔

❁......پھر عبدالحمید صاحب اُردن سے لکھتے ہیں کہ حق و باطل میں پہچان کرنے کے لئے لمبے عرصے سے ایم ٹی اے دیکھ رہا تھا۔ آپ کو حق پر پا کر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ قبول فرمائیں۔ خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد میں تین بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ درمیان والے نے اپنا تعارف کروایا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ دوسرے دونوں کے بارے میں بتایا کہ ایک حضرت مسیح موعود ہیں اور ایک عیسیٰ۔ ان میں سے حضرت مسیح موعود کی شکل وہی تھی جو ایم۔ٹی۔اے پر نظر آتی تھی۔

❁......مصر سے ایک صاحبہ ہیں کہتی ہیں کہ میرے خاوند محترم محمد بدوی عبدالحمید صاحب نے حال ہی میں بیعت کی ہے۔ اُن کی بائیں آنکھ پیدائشی ناکارہ ہے۔ ہمارے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ فروری 2010ء میں اچانک حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر ایم ٹی اے پر دیکھ کر فوراً پہچان کر بیعت کرلی۔

❁......پھر ایک یونس صاحب ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مَیں گزشتہ چار ماہ سے آپ کے بارے میں تحقیق کر رہا ہوں اور میری تسلی ہو چکی ہے کہ آپ لوگ سچے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے اپنے طور پر خدا تعالیٰ کے ساتھ بیعت کر لی ہے۔ پھر مَیں نے خواب میں بھی بیعت کر لی۔ پھر ٹی وی کے ذریعے میں نے آپ کی بیعت کر لی۔ میرے پاس دینی علم تھا اور میں مختلف صوفیاء کی جماعتوں میں شامل رہا۔ میں نے اپنے شیخ جناب سلطان بدرانی صاحب سے جماعت کے بارے میں پوچھا کہ کیا جماعت احمدیہ اور امام مہدی علیہ السلام کی تعلیمات کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہاں۔ مَیں نے خواب میں مکرم طاہر ندیم صاحب کو تبلیغ کرتے دیکھا۔ ان سے ملاقات کی ہے۔ مَیں نے اپنے علاقے میں 75 گھروں کا دورہ کیا اور اُنہیں ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام دیکھنے کی نصیحت کی۔ مَیں آپ لوگوں کو حق پر سمجھتا ہوں اور آپ کی جماعت کی صداقت پر یقین رکھتا ہوں۔

❁......فلسطین سے ایک صاحب ہانی طاہر صاحب کو لکھتے ہیں کہ 1999ء میں مَیں نے اپنے بھائی ہانی طاہر کی زبانی احمدیت اور اس کے عقائد یعنی وفاتِ مسیح اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارے میں سنا۔ گو میں ان کی باتیں سنتا تھا لیکن شاید ان امور میں تعمق اور تحقیق میرے بس کا کام نہ تھا۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے ان امور کی سمجھ نہیں آتی۔ تُو ہی کوئی ایسا واضح رؤیا دکھا جس سے احمدیت کی صداقت یا بطلان ثابت ہو جائے اور میں کسی فیصلہ پر پہنچ سکوں۔ چنانچہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک گاؤں کی خالی سڑک پر چل رہا ہوں جس کے اردگرد بعض قدیم طرز کے مکان ہیں اور جن میں سے بعض مدتوں سے خالی پڑے ہوئے ہیں۔ اس سڑک پر میں نے دو دیوقامت شخص دیکھے جن کے ہاتھوں میں بڑے بڑے ڈنڈے تھے۔ ان کے عقب میں ایک بڑی سی کار کھڑی تھی جن میں کوئی سوار نہ تھا۔ ان دونوں قوی ہیکل اشخاص نے ڈنڈے لہراتے ہوئے میری طرف بڑھنا شروع کیا اور نسبتاً قریب آنے پر ایک نے کہا کہ اگر یہ امام مہدی سچا ہے تو پھر آج تمہیں ہمارے ہاتھ سے بچا کر دکھائے۔ میں ابھی کچھ سوچنے بھی نہ پایا تھا کہ اچانک وہ کار جس میں کوئی سوار موجود نہ تھا حرکت میں آئی اور اتنی تیزی سے ان کی طرف بڑھی کہ سنبھلنے سے قبل ہی اُنہیں کچل ڈالا۔ خوف کے مارے میری آنکھ کھل گئی۔ اس رؤیا سے مجھے میری مراد مل گئی۔ اور نہایت وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میری مرضی کے مطابق مجھے سمجھا دیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام سچے ہیں۔ لہٰذا میں نے کسی اور دلیل کے بغیر ہی بیعت کر لی۔

❁......سعودی عرب کے ایک صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے تیس سال قبل حضرت مسیح موعودؑ کو ایک غار میں دیکھا تھا جس میں ہر طرف نور چمک رہا تھا۔ حضور علیہ السلام میری طرف تشریف لائے اور میرا نام پوچھا۔ مَیں نے نام بتایا کہ میرا نام فلاں ہے۔ آپ نے دو تین دفعہ فرمایا کہ مَیں عبداللہ مہدی ہوں، مَیں مہدی ہوں۔ حضور نے سبز پگڑی پہن رکھی تھی۔ اُس وقت مجھے خیال ہوا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور نے خواب میں ہی مجھے فرمایا کہ تمہاری بیوی میری بیٹی ہے اس سے اچھا سلوک کیا کرو اور تنگ نہ کیا کرو۔ اس کے بعد مَیں نے اُس کے ساتھ اپنا رویہ تبدیل کر لیا اور نیک سلوک کرنے لگا۔ پھر کچھ ڈیڑھ سال قبل خواب میں ایم۔ٹی۔اے پر دیکھا تو وہی خواب یاد آ گئی۔

❁......پھر ایک صاحب سلطنتِ عمّان سے لکھتے ہیں کہ ایک عرصہ سے حق کی تلاش میں تھا جسے اب پا لیا ہے الحمدللہ۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت دیکھ کر شدت سے خواہش ہوتی تھی کہ کاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کی ترقی کی خاطر دوبارہ تشریف لے آئیں۔ ایک بار مختلف چینل گھما رہا تھا کہ اچانک ایم ٹی اے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر یوں لگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہو۔ یہ تصویر دل میں گھر کر گئی۔ ایک روز کسی دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے بارہ میں ذکر کیا۔ اور دجّال کے بارے بتایا کہ اس سے مراد عیسائی پادری ہیں۔ میں نے شروع میں اس کی سخت مخالفت کی لیکن بعد میں حقیقت کھل گئی۔ اس رات دو بجے تک ایم۔ٹی۔اے دیکھتا رہا اور جماعت اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ محبت بڑھتی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے صحیح اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی اور قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ حضرت مسیح موعود کی کتب اور خلیفہ ثانی کی تفسیر کبیر پڑھی اور بہت پسند آئیں۔

اللہ کے فضل سے بیعتیں بھی ہو رہی ہیں۔ عربوں کے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ بیان کرنے مشکل ہیں۔ اس لئے مَیں نے ماجد صاحب کو کہا ہے کہ وقتاً فوقتاً مضمون لکھتے رہا کریں۔ واقعات بیان کرتے رہا کریں۔

❁......پھر ایک صاحبہ، سعودی عرب سے لکھتی ہیں کہ مَیں مدینہ منورہ سے ہوں اور مکّہ میں میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ اے امیر المؤمنین! اے اسلام کے شمس وقمر! میری طرف سے سلام کا تحفہ قبول فرمائیں۔ اہلِ مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار بنے تھے، اب انہی انصار کی نسل سے ہم لوگ امام مہدی کے انصار بننے کو تیار بیٹھے ہیں۔ میری بیعت قبول کریں۔

❁......پھر سعودیہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں نے جونہی امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں سنا فوراً ایمان لے آیا۔ وجہ یہ کہ جب میری عمر صرف گیارہ سال تھی اُس وقت مَیں نے دعا کی تھی اور تلاش بھی جاری رکھی کہ اے خدا! مجھے امام مہدی کے متبعین میں سے بنا۔ اور مجھے جواب آیا کہ تو اُن میں سے ہے۔ چنانچہ میرے پاس بہت سی خوابیں اور کشوف ہیں جن سے مجھے یقینی علم ہو گیا کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔ میری بیعت قبول فرمائیں۔

پھر اسی طرح بہت ساری خوابیں ہیں جن میں بعضوں کو اللہ تعالیٰ نے بچپن سے بتا دیا تھا اور اب ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر یا خلفاء کی تصویر دیکھتے ہیں، تو اُن کو کوئی نہ کوئی پہچان ہو جاتی ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: متی کی انجیل پر ایک نظر از صفحہ نمبر 4

کتاب نہ انہوں نے دیکھی، نہ سنی اور نہ اس کو اپنی کتاب مقدس قرار دیا اور جو ان کے بعد تین چار صدیوں میں جا کر بڑے بحث مباحثے کے بعد خدا کا کلام قرار دی گئی۔

تعجب ہوتا ہے ان مسیحی مفسروں پر جو ایک طرف تو اس کتاب کی غلطیوں کی نشاندہی کر رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی اس کو Word of god بھی کہتے چلے جاتے ہیں۔ انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر اس واقعہ کے بیان پر جو متی میں ہے لکھتے ہیں:۔

One finds it hard to believe that Jesus would bargain with the demons and permit them to posses the swine and perhaps these details have been added to the story.

پھر محترم آپ اس کتاب کو خدا کا کلام کیسے کہہ سکتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2012ء

کسی بھی ملک کے باسی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا اپنے ملک کے ساتھ حقیقی وفاداری اور اخلاص کا تعلق ہو۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خدا نے ہر قسم کی سرکشی اور بغاوت سے منع کیا ہے۔ خواہ وہ ملک کے خلاف ہو یا حکومت کے خلاف ہو۔

(کوبلنز کے ملٹری ہیڈکوارٹر میں منعقدہ تقریب میں اسلام میں اپنے وطن سے محبت اور وفاداری کے موضوع پر حضور انور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب اور مجلس سوال وجواب)

مسجد بیت الطاہر کا وزٹ۔ فیملی ملاقاتیں۔ نماز جنازہ۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ اور رضا کار کارکنان جلسہ سے خطاب میں اہم ہدایات۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

30 مئی 2012ء بروز بدھ

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

کوبلنز کے ملٹری ہیڈکوارٹر میں تقریب

آج جرمنی کے شہر Koblenz میں وہاں کے ملٹری ہیڈکوارٹر (Military Head Quarters) کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک تقریب (Reception) کا اہتمام کیا گیا تھا۔ آرمی کے اس ہیڈکوارٹر میں انرلیڈر شپ (Inner Leadership) کا بھی سنٹر ہے اور پالیسی میکرز سنٹر فار آرمڈ فورسز بھی ہے۔

بیت السبوح (فرینکفرٹ) سے کوبلنز کا فاصلہ 130 کلومیٹر ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نو بجکر پینتیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی اور کوبلنز کے لئے روانگی ہوئی۔

دس بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ملٹری ہیڈکوارٹر پہنچے۔ جہاں جرمن آرمی کے سینئر افسران نے باہر آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا گاڑی کے پاس استقبال کیا اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ یہ افسران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پورے اعزاز کے ساتھ عمارت کے اندر لے گئے اور وہاں پہلے سے منتظر بریگیڈیئر جنرل Bach نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بریگیڈیئر جنرل Bach اور اس کے ساتھی افسران سے گفتگو فرمائی۔ حضور انور کی خدمت میں وزیٹر بک پیش کی گئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں لکھا۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

’’مجھے یہاں آکر بہت خوشی ہوئی ہے اور میں کمانڈر صاحب اور تمام سٹاف کے عمدہ سلوک سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ اللہ آپ سب پر اپنا فضل کرے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک پر اپنا فضل نازل فرمائے‘‘۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کانفرنس ہال میں لے جایا گیا جہاں آرمی، فضائیہ اور نیوی کے مختلف Ranks کے آفیسرز موجود تھے۔ ان میں بریگیڈیئر جنرل، کرنل، ونگ کمانڈر، نیوی کے ایڈمرل، لیفٹیننٹ کرنل، میجر اور کیپٹن اور دیگر آفیسرز موجود تھے۔ سبھی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے اس ہیڈکوارٹر کے انچارج جنرل Bach نے تعارف کروایا اور حضور انور کی یہاں آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کیا کہ حضور انور وقت نکال کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ جنرل صاحب نے آج کے اس پروگرام کا تعارف کروایا اور نیشنل امیر صاحب جرمنی، میئر صاحب کوبلنز شہر اور صدر جماعت کوبلنز کو بھی خوش آمدید کہا اور بعض سرکردہ افسران کا تعارف کروایا۔

جنرل صاحب نے سب مہمانوں کو مخاطب کرکے کہا کہ ان سب کا آنا آپس کی دوستی کو واضح کردیتا ہے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ Inter cultural Competence کا جرمنی میں بھی اور فوج کے لئے بھی ایک اہم کردار ہے۔ اس کی ضرورت خاص طور پر آج کے دنوں میں جو کہ گلوبلائزیشن (Globalization) کا زمانہ ہے مزید بڑھ گئی ہے۔ آج کل مختلف ممالک کے لوگ آپس میں ایک ہی ملک میں اکٹھے رہتے ہیں اور مختلف کلچر اور مذاہب کو آپس میں امن سے رہنا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے پروگرام ضروری ہوتے ہیں۔

کوبلنز میئر کا ایڈریس

جنرل Bach صاحب کے اس تعارفی ایڈریس کے بعد کوبلنز (Koblenz) شہر کے میئر Prof. Dr. Joachim Hofmann Gottig نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ میئر صاحب کا تعلق جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے ہے اور موصوف گزشتہ ایک سال سے کوبلنز کے میئر ہیں۔

میئر صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے حضور انور کو، جنرل Bach کو اور دوسرے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Koblenz تشریف لائے اور انہیں حضور انور کو کوبلنز شہر کی طرف سے استقبال کرنے کا موقع ملا۔

میئر صاحب نے بتایا کہ شہر کی انتظامیہ کے جماعت احمدیہ سے بہت اچھے تعلقات ہیں اور انہیں اس بات پر فخر ہے کہ بین المذاہبی تعلقات بہت اچھے ہیں اور کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ یہ اس لئے ممکن ہے کیونکہ سب شہری قانون کی پابندی کرتے ہیں اور کوئی بھی کسی مذہب کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ میئر صاحب نے کہا آج کا یہ پروگرام ایک بار پھر واضح کررہا ہے کہ تمام مذاہب کتنے امن اور محبت کے ساتھ آپس میں رہتے ہیں۔ آخر پر میئر نے ایک بار پھر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

میئر کے ایڈریس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے اپنے ایڈریس میں جماعت کے قیام اور تعارف اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعارف پیش کیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گیارہ بجکر دس منٹ پر اپنا خطاب انگریزی زبان میں فرمایا۔

اسلام میں اپنے وطن سے محبت اور وفاداری کے موضوع پر حضور انور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا خطاب ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘ کے ساتھ شروع فرمایا۔ بعدازاں حضور انور نے مہمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ پر اللہ کی سلامتی اور فضل نازل ہو۔

سب سے پہلے تو مَیں اس موقع پر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے ہیڈکوارٹرز میں مدعو کیا اور مجھے کچھ کہنے کا موقع فراہم کیا۔

احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ کے طور پر میں چاہوں گا کہ میں اسلامی تعلیمات کے بارے آپ سے کچھ کہوں۔ تاہم یہ اس قدر وسیع موضوع ہے کہ ایک مختصر سے وقت کی نشست میں اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ میں اسلامی تعلیمات کے کسی ایک پہلو تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھوں اور اسی پر آپ سے کچھ کہوں۔ جب میں اس غوروفکر میں تھا کہ وہ کونسا پہلو ہو جس پر آج بات کی جائے تو اسی اثنا میں مجھے ہماری جرمنی کی جماعت کے امیر عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی درخواست پہنچی کہ میں ’اسلام میں اپنے وطن سے محبت اور وفاداری‘ کے عنوان پر خطاب کروں۔ ان کی اس تجویز نے میرے لئے فیصلہ کرنا آسان کردیا۔ پس آج میں اسی تناظر میں اسلام کی تعلیمات کا مختصراً ذکر کروں گا۔

’’اپنے وطن سے وفاداری اور محبت‘‘ ایسے الفاظ کہنا اور سننا بہت آسان لگتا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ چند الفاظ اپنے اندر معانی کی انتہائی وسعت اور گہرائی لئے ہوئے ہیں۔ یہ الفاظ اصل میں کیا معنی رکھتے ہیں اور کن چیزوں کا تقاضا کرتے ہیں اس امر کا حقیقی ادراک حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ بہرحال اس مختصر سے وقت میں، مَیں کوشش کروں گا کہ اپنے وطن سے محبت اور وفاداری کے اسلامی تصور پر کچھ بات کروں۔

سب سے پہلے تو یہ اسلام کا بنیادی اور اہم اصول ہے کہ ایک شخص کے قول اور فعل میں کسی بھی پہلو سے دوہرا پن یا منافقت نہیں ہونی چاہئے۔ حقیقی وفاداری ایک ایسا تعلق چاہتی ہے جو موافقت اور ہم آہنگی پر مبنی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک انسان ظاہر میں جس بات کا اظہار کرے باطن میں بھی وہی چیز اس کے دل میں ہو۔ جب بات قومیت کی ہو تو یہ اصول اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر لیتے ہیں۔ **کسی بھی ملک کے باسی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا اپنے ملک کے ساتھ حقیقی وفاداری اور اخلاص کا تعلق ہو۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ اس ملک کا پیدائشی باشندہ ہے یا اس نے وہ شہریت بعد میں امیگریشن یا کسی اور وجہ سے حاصل کی ہے۔**

وفاداری ایک بہت بڑی خوبی ہے اور خدا کے انبیاء وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کا سب سے اعلیٰ اظہار کرتے ہیں اور اس کے انتہائی بلند معیار باندھتے ہیں۔ ان کا اپنے خدا سے تعلق اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ ان کی توجہ کا محور اس کے احکام ہوتے ہیں اور وہ اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ کس طرح ان پر مکمل طور پر عمل کیا جاسکے۔ اس بات سے ان کے اپنے خدا سے تعلق کا اور کامل وفاداری کا اظہار ہوتا ہے اور ان کی وفا کے اسی معیار کو ہمیں اپنے لئے بطور نمونہ سامنے رکھنا چاہئے۔

تاہم اس بارے میں مزید آگے جانے سے پہلے اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ وفاداری سے اصل میں مراد کیا ہے؟ **اسلام کی تعلیم کے مطابق وفاداری کا اصل مطلب یہ ہے کہ انسان ہر سطح پر اپنے عہد و پیمان کو کامل طور پر پورا کرے خواہ کیسی ہی مشکل صورتحال کیوں نہ ہو۔** یہ وفاداری کا وہ معیار ہے جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ وہ اپنے تمام عہدوں کے بارے میں جوابدہ ہوں گے۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اپنے تمام عہدوں کا ایفاء کریں۔ اُن عَہدوں کو بھی جو انہوں نے خدا سے کئے ہیں اور اسی طرح دوسرے اہم معاملات میں کئے گئے عہدوں کو بھی وہ پورا کریں۔

یہاں پر **ایک سوال اٹھ سکتا ہے کہ مسلمان تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا اور اس کا دین ہی ان کے لئے سب سے مقدم چیز ہے تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خدا سے وفاداری کا عہد ان کی سب سے پہلی ترجیح ہوگی اور وہ خدا سے باندھے گئے وعدے کو ہی ہر لحاظ سے فوقیت دیں گے۔** لہٰذا یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے ملک سے وفاداری اور اس کا اولوالامر کی اطاعت کا عہد اس کے لئے ایک ثانوی حیثیت رکھتا ہے اور وہ ملک کے ساتھ وابستگی کا عہد ضرورت پڑنے پر توڑ سکتا ہے۔

اس کا جواب دینے کے لئے مَیں آپ کو پہلے یہ بتانا چاہوں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ ملک سے محبت ایمان کا جزو ہے۔ **یعنی سچی حب الوطنی**

ایمان کا حصہ ہے اور خدا اور اسلام سے محبت اپنے اندر اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان اپنے ملک سے بھی محبت کرے۔ چنانچہ یہ بات بہت بدیہی ہے کہ خدا سے محبت اور اپنے وطن سے محبت کرنے کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ وطن سے محبت کو تو ایمان کا حصہ قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ بہت واضح امر ہے کہ ایک مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے وطن سے وفاداری کا اعلیٰ معیار قائم کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ اس کا اپنے خدا تک پہنچنے کا اور اس کے نزدیک ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ بات ناممکن ہے کہ ایک مسلمان کی اپنے خدا سے محبت اس کے اپنے وطن سے محبت اور اخلاص رکھنے میں کسی قسم کی روک پیدا کرتی ہو۔

افسوس کہ بعض ممالک میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں مذہبی حقوق پر قدغنیں لگائی جاتی ہیں یا انہیں مکمل طور پر سلب کیا جاتا ہے۔ تو اس صورتحال میں ایک مختلف **سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنی حکومتوں کے ہاتھوں ظلم کا نشانہ بنتے ہیں وہ کس طرح اپنے ملک کے ساتھ محبت اور وفاداری کا تعلق استوار کر سکتے ہیں؟** بات کو مزید واضح کرنے کے لئے میں بتاتا چلوں کہ پاکستان میں بعینہٖ یہی حالات ہیں جہاں حکومت نے ہماری جماعت کے خلاف قانون سازی کی ہوئی ہے اور پھر ان احمدیہ مخالف قوانین کا نفاذ بھی جاری ہے۔ لہٰذا پاکستان میں تمام احمدی مسلمان قانوناً غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں اور وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ پاکستان میں احمدی، مسلمانوں کی طرح عبادت نہیں کر سکتے یا کوئی اور ذریعہ یا عمل اختیار نہیں کر سکتے جس سے یہ عیاں ہو کہ وہ مسلمان ہیں۔ یعنی خود ریاست نے ہمارے افراد جماعت کو ان کے بنیادی مذہبی حقوق سے محروم کیا ہوا ہے۔ ان حقائق کو ذہن میں رکھتے ہوئے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کس طرح احمدی ملک کے قانون پر عمل کر سکتے ہیں اور ملک کے ساتھ وفاداری نبھا سکتے ہیں؟

یہاں میں اس امر کی وضاحت کر دوں کہ جب ایسے انتہائی حالات پیدا ہوتے ہیں تو پھر ملک کا قانون اور اس سے وفاداری کا تعلق دو علیحدہ چیزیں بن جاتی ہیں۔ ہم احمدی اس بات کو مانتے ہیں کہ مذہب کسی فرد کا ذاتی معاملہ ہوتا ہے اور دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے۔ پس جب قانون اس بنیادی حق میں دخل اندازی کرنے لگے تو یقیناً یہ انتہائی ظلم اور بربریت ہے۔ ریاست کی طرف سے کیا جانے والا یہ ظلم جو ہر زمانے میں ہی ہوتا رہا ہے، اس کی اکثریت نے ہمیشہ ہی مذمت کی ہے۔ اگر ہم یورپ کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس براعظم میں بھی مذہب کے نام پر ظلم کو روا رکھا گیا جس کے نتیجہ میں ہزارہا لوگوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک ہجرتیں کرنی پڑیں۔ تمام سلیم الفطرت مؤرخین، حکومتوں اور لوگوں نے ایسے عمل کو ظلم اور بربریت ہی قرار دیا۔ ایسے حالات میں **اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جب ظلم اپنی تمام حدود کو توڑ دے اور برداشت کی حد ختم ہونے لگے تو ایسے میں انسان کو وہ شہر، وہ ملک چھوڑ کر ایسی جگہ چلا جانا چاہئے جہاں وہ اپنے مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کر سکتا ہو۔ مگر اس تعلیم کے ساتھ ہی اسلام یہ بھی بتلاتا ہے کہ خواہ کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے یا پھر ملک کے خلاف کسی خفیہ سازش کا حصہ بنے۔** یہ اسلام کی بڑی واضح اور دوٹوک تعلیم ہے۔

انتہائی ظلم و ستم کے باوجود لاکھوں احمدی پاکستان میں رہ رہے ہیں اور ایک مسلسل ناروا امتیازی سلوک اور ایسی بربریت کے ساتھ جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں ان کے ساتھ جاری ہے، احمدی اپنے ملک کے ساتھ مکمل وفاداری اور اخلاص کا رشتہ جوڑے ہوئے ہیں۔ جس شعبہ میں بھی وہ ہوں اور جہاں بھی وہ ہوں وہ اپنے ملک کی ترقی اور کامیابی کے لئے مسلسل مصروفِ کار ہیں۔

کئی دہائیوں سے مخالفین احمدیت یہ الزام لگا رہے ہیں کہ احمدی اپنے ملک سے وفادار نہیں۔ مگر وہ ان الزامات کو کبھی ثابت نہیں کر سکے اور نہ ہی ان کا کوئی ثبوت دے سکے ہیں۔ اس کے برخلاف حقیقت یہ ہے کہ جب بھی پاکستان کے لئے، ملک کے لئے قربانی دینے کا موقع آیا تو احمدی مسلمان ہمیشہ اگلی صفوں پر کھڑے ہوئے اور وہ اپنے ملک کے لئے ہر قربانی کے لئے ہمیشہ مستعد ہوتے ہیں۔ باوجودیکہ وہ خود قانون کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، یہ احمدی مسلمان ہی ہیں جو سب سے بڑھ کر ملک کے قانون کی پاسداری کرتے ہیں۔ یہ سب اس لئے ہے کہ وہ حقیقی مسلمان ہیں اور حقیقی اسلام پر عمل کرتے ہیں۔

وفاداری کے ضمن میں قرآن مجید کی ایک اور تعلیم یہ بھی ہے کہ لوگوں کو ایسی تمام چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے جو غیر شریفانہ اور ناپسندیدہ ہوں اور اپنے اندر سرکشی کا کوئی انداز رکھتی ہوں۔

اسلام کی تعلیمات کا خوبصورت اور امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ یہ صرف انتہائی حالتوں تک ہماری توجہ مبذول نہیں کرواتا بلکہ یہ ان معمولی چیزوں میں بھی ہمیں خبردار کرتا ہے جو آگے چل کر انسانیت کے لئے تباہی کا زینہ بنتی ہیں۔ پس اگر اسلام کی تعلیمات پر صحیح طور پر عمل کیا جائے تو تمام معاملات کو بے قابو ہونے سے پہلے شروع میں ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک ایسا ایشو جو ملک کو انتہائی نقصان پہنچا سکتا ہے وہ افراد میں پیسے کی ہوس ہے۔ اکثر لوگ مادی خواہشات میں اس قدر محو ہو جاتے ہیں کہ یہ خواہشات بے قابو ہو جاتی ہیں اور لوگوں کو خیانت کی طرف لے جاتی ہیں۔ آخرکار ان کا نتیجہ اپنے ہی ملک کے خلاف بغاوت کی صورت میں نکلتا ہے۔

میں اس کی مزید وضاحت کر دوں۔ عربی لفظ ''بَغْیٌ'' ایسے لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو اپنے ہی ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو غلط کام کرتے ہیں یا دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جو دھوکہ دہی میں ملوث ہوں اور چیزوں کو غیر قانونی اور غلط ذرائع سے حاصل کریں۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو تمام حدوں کو توڑ دیں اور فساد اور نقصان کریں۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایسے لوگ جو اس طرح کے اعمال کریں ان کے بارے میں یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ اخلاص کے ساتھ معاملات کریں گے کیونکہ اخلاص اور وفاداری اعلیٰ درجہ کی اخلاقی اقدار ہیں اور اعلیٰ اخلاقی اقدار اخلاص کے بغیر کچھ نہیں اور اسی طرح اخلاص اعلیٰ اخلاقی اقدار کے بغیر کچھ نہیں۔ یہ بات بجا ہے کہ مختلف لوگوں کے نزدیک اعلیٰ اخلاقی اقدار کا تصور مختلف ہوگا۔ مذہب اسلام کا دارومدار حصول رضائے الٰہی پر ہے اور وہ اپنے پیروکاروں کو یہی تعلیم دیتا ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے اعمال بجا لائیں جو اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ مختصراً یہ کہ **اسلامی تعلیمات کے مطابق خدا نے ہر قسم کی سرکشی اور بغاوت سے منع کیا ہے خواہ وہ ملک کے خلاف ہو یا حکومت کے خلاف ہو۔** ایسا اس لئے ہے کہ بغاوت یا ریاست کے خلاف کام کرنا ملک کے امن اور استحکام کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ جہاں بھی اندرونی بغاوت اور اختلاف پیدا ہوتے ہیں وہاں بیرونی اختلافات کو بھی ہوا ملتی ہے اور بیرونی عناصر کو حوصلہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اندرونی خلفشار سے فائدہ اٹھائیں۔ پس اپنے ملک سے بے وفائی کے نتائج انتہائی خطرناک اور بھیانک نکل سکتے ہیں۔ اس لئے ہر وہ چیز جو ملک کو نقصان پہنچائے وہ ''بغی'' کے اس مفہوم میں شامل ہے جو میں نے بیان کئے ہیں۔ ان چیزوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے وطن سے وفاداری ایک شخص سے برداشت مانگتی ہے اور تقاضا کرتی ہے کہ وہ اخلاقیات کا مظاہرہ کرے اور ملک کے قوانین کی پاسداری کرے۔

عام تناظر میں اگر بات کی جائے تو آجکل نئے دَور میں اکثر حکومتیں جمہوری طریق پر قائم ہیں۔ لہٰذا اگر کسی فرد یا گروہ کو حکومت کی تبدیلی مقصود ہے تو انہیں اپنے مؤقف کا اظہار بیلٹ باکس (Ballot Box) کے ذریعے کرنا چاہئے اور ووٹ بھی ذاتیات کی وجہ سے یا ذاتی اغراض کی وجہ سے نہیں ڈالنا چاہئے بلکہ **اسلام تو یہ سکھاتا ہے کہ ووٹ وطن کی محبت اور اخلاص کی وجہ سے ڈالا جائے۔ ایک شخص کو ووٹ اپنے ملک کی بہتری کو مدنظر رکھ کر ڈالنا چاہئے نہ کہ اپنی ترجیحات کو بنیاد بنا کر ووٹ ڈالا جائے یا ایسے فرد یا پارٹی کو ووٹ ڈالا جائے جن سے ذاتی منفعت وابستہ ہو۔ بلکہ ایک شخص کو ووٹ ڈالنے کا فیصلہ انتہائی مناسب طور پر کرنا چاہئے جہاں وہ یہ دیکھے کہ کونسا امیدوار یا پارٹی ملک کی مجموعی ترقی کے لئے بہتر ہوگی۔** حکومت ایک اہم ذمہ داری ہے اور اسے اسی پارٹی کو سونپنا چاہئے جس کے متعلق ووٹ ڈالنے والا دیانتداری سے سمجھتا ہے کہ وہ اس کی صحیح معنوں میں اہل ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ نمبر 4 آیت نمبر 59 میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ امانت اُن کو دو جو اس کے اہل ہیں اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا ہو تو انصاف اور دیانتداری کے ساتھ کیا جائے۔ ملک سے اخلاص اس بات کا متقاضی ہے کہ حکومت ان لوگوں کو دی جائے جو اس کو چلانے کے اہل ہیں تاکہ قوم ترقی کر سکے اور اقوام عالم میں نمایاں ہو سکے۔

دنیا میں اکثر جگہوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ حکومتی پالیسیوں کے خلاف ہڑتالوں میں شامل ہوتے ہیں بلکہ تیسری دنیا میں ہڑتال کرنے والے توڑ پھوڑ پر اتر آتے ہیں اور ریاستی اور پرائیویٹ انفرادی املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ **گوکہ ایسا کرنے والے یہ سب کچھ محبت کے نام پر کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا وطن سے محبت اور وفاداری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ جہاں ہڑتال بظاہر پُرامن طریق پر ہو اور کسی قسم کا غیر قانونی حربہ نہ بھی استعمال ہوا ہو پھر بھی اس کے اثرات بہت منفی ہوتے ہیں۔ کیونکہ پُرامن ہڑتال بھی اکثر ملک کی معیشت کو کروڑوں کا نقصان پہنچاتی ہے۔** اس قسم کے رجحان کو کسی بھی طرح وطن کے ساتھ اخلاص کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

بانی جماعت احمدیہ کا بتلایا ہوا یہ زرّیں اصول ہے کہ ہر حال میں ہمیں اللہ، اس کے رسول اور حاکم وقت کی اطاعت کرنی ہوگی۔ بلکہ مجھے کہنا چاہئے کہ یہ وہی تعلیم ہے جو قرآن نے ہمیں دی ہے۔ **جہاں ملک میں قانونی طور پر ہڑتال اور احتجاج کی اجازت ہو بھی تب بھی یہ صرف اسی حد تک ہونے چاہئیں جہاں تک یہ ملک اور اس کی معیشت کے لئے نقصان دہ اور ضرر رساں نہ ہوں۔**

ایک اور سوال جو اکثر اٹھتا ہے کہ کیا مسلمان کسی مغربی ملک کی فوج میں شامل ہو سکتے ہیں اور کیا وہ کسی ایسی فوجی مہم کا حصہ بن سکتے ہیں جو کسی اسلامی ملک کے خلاف ہو؟

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کسی شخص کو ظلم اور تعدی میں ساتھ نہیں دینا چاہئے اور یہ بنیادی حکم ہر مسلمان کے ذہن میں واضح ہونا چاہئے۔ جہاں ایک مسلم ملک پر حملہ کیا جائے کہ اس نے خود ظلم اور ناانصافی کی راہ پر چلتے ہوئے زیادتی کی طرف پہلے قدم بڑھایا ہے تو ان حالات میں قرآن مسلم حکومتوں کو پابند کرتا ہے کہ وہ ظالم کا ہاتھ روکیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ظلم کو روکیں اور امن قائم کریں اور ان حالات میں ظلم کو بند کروانے کے لئے کوئی قدم اٹھانا جائز ہے۔ مگر جب وہ قوم جو زیادتی کر رہی تھی وہ اپنی اصلاح کر لے اور امن اختیار کر لے تو پھر اس ملک اور اس کے باسیوں کا مختلف حیلے بہانوں سے استحصال نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں ان کی قومی آزادی دے دینی چاہئے تاکہ فوج اور قوم مل کر امن کو قائم رکھیں نہ کہ کسی کے مذموم مقاصد کی تکمیل کی جائے۔ اسی طرح **اسلام تمام ممالک کو خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ظلم اور زیادتی کو روکنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس طرح اگر ضرورت ہو تو غیر مسلم ممالک ان حقیقی اغراض کے لئے مسلم ملک پر حملہ کر سکتے ہیں اور اسی طرح مسلم اور غیر مسلم ممالک کی افواج ان دوسرے غیر مسلم ممالک کی افواج کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں تاکہ اس ملک کو ظلم سے باز رکھا جائے۔** جہاں پر ایسے حالات ہوں تو مسلمان فوجیوں کو خواہ وہ کسی بھی مغربی فوج کا حصہ ہوں، انہیں احکام ماننے چاہئیں اور اگر جنگ میں لڑنا پڑے تو لڑنا چاہئے تاکہ امن قائم کیا جا سکے۔

تاہم اگر فوج کسی دوسرے ملک پر ناانصافی کرتے ہوئے حملے کا فیصلہ کرتی ہے اور خود ظالم کا کردار ادا کرتی ہے تو مسلمان کو یہ حق ہے کہ وہ فوج چھوڑ دے کیونکہ ورنہ وہ ظالم کا آلۂ کار بنے گا۔ اس فیصلہ کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوگا کہ وہ اپنے ملک سے وفادار نہیں رہا بلکہ ان حالات میں اپنے ملک سے وفاداری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ایسا قدم اٹھائے اور اپنی حکومت کو یہ مشورہ دے کہ وہ ان پستیوں میں نہ گرے جس میں دوسری وہ قومیں گری پڑی ہیں جو ظلم کی راہ کو اپناتی ہیں۔ اگر فوج میں شمولیت لازمی ہو اور اسے چھوڑا نہ جا سکے مگر اس کا ضمیر مطمئن نہ ہو تو اس مسلمان کو ملک چھوڑ دینا چاہئے مگر وہ ملک کے قانون کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتا۔ اسے ملک چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ **ایک مسلمان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ ایک ملک میں شہری بن کر بھی رہے اور ساتھ اس ملک کے خلاف کام بھی کرے یا مخالفوں کے ساتھ مل جائے۔**

پس یہ اسلامی تعلیم کے چند پہلو ہیں جو تمام سچے مسلمانوں کی ان کے وطن سے حقیقی وفاداری اور محبت کے تقاضوں کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اس مختصر سے وقت میں مَیں اس موضوع کو محض چُھو ہی پایا ہوں۔

مَیں کہنا چاہوں گا کہ آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا ایک گلوبل ویلیج بن گئی ہے۔ انسان باہم بہت جڑ گئے ہیں۔ تمام قوموں، ادیان اور تہذیبوں کے لوگ ہر ملک میں ملتے ہیں۔ **پس تمام قوموں کے سربراہان کو چاہئے کہ وہ سب لوگوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں۔ تمام لیڈروں اور ان کی حکومتوں کو چاہئے کہ وہ ایسے قوانین بنانے کی کوشش کریں جو سچائی اور انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرنے والے ہوں بجائے اس کے کہ ایسے قوانین وضع کئے جائیں جو لوگوں میں بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے کا باعث بنیں اور ایسا کرنے کا بہترین طریق یہی ہے کہ دنیا اپنے خالق کو پہچانے۔** ہر قسم کی وفاداری خدا سے وفاداری سے مربوط ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنی آنکھوں سے تمام قوموں کے لوگوں کو اعلیٰ معیار کی وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ امن اور استحکام کی نئی شاہراہیں تمام دنیا میں کھل جائیں گی۔

تقریر ختم کرنے سے پہلے مَیں ایک مرتبہ پھر میں

اس موقع کو آپ سب کے شکریہ کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی اور میری باتیں سنیں۔ خدا آپ سب پر فضل نازل کرے۔ خدا جرمنی پر فضل نازل کرے۔ آپ کا بہت شکریہ۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب گیارہ بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہا۔

سوال و جواب

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

......**ایک آفیسر نے سوال کیا کہ جرمنی میں احمدیوں کا Acceptence سٹیٹس کیا ہے؟**

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر وہ احمدی مراد ہیں جو کافی لمبے عرصے سے ادھر رہ رہے ہیں اور جنہیں نیشنیلٹی کا حق دیا گیا ہے یا ایسے ہیں جو ادھر جرمنی میں پیدا ہوئے ہیں تو انہیں بھی اسی طرح Accept کرنا چاہئے جس طرح جرمنی ملک کے لوگوں کو Accept کیا جاتا ہے اور اگر جماعت احمدیہ کی بطور مذہب Acceptence کی بات ہے تو یہ ایک درست اور جائز بات ہے۔

پھر وہ احمدی ہیں جن پر ظلم کیا جاتا ہے اور وہ احمدی پاکستان سے جرمنی ہجرت کرتے ہیں اور جرمن حکومت انہیں ان مظالم کی وجہ سے قبول کرتی ہے اس لئے وہ ان کے مذہب کو بھی قبول کرتی ہے۔

......سوال کے ایک دوسرے حصہ کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا:

جو مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ تو ہمیں صحیح نہیں سمجھتے۔ اس لئے ہمارے احمدی ملک کے کسی ادارہ میں کام نہیں کرسکتے۔ یا فوج میں کوئی فریضہ ادا نہیں کرسکتے۔ تو یہ تو آپ ہی کا معاملہ ہے کہ آپ انصاف کررہے ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب تو آپ کی حکومت نے ہی دینا ہے کہ وہ کیا فیصلہ کریں گے کہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کے دباؤ میں آجائیں گے یا نہیں۔ حکومت کو سوچنا چاہئے کہ وہ کس طرح انصاف قائم کرسکتی ہے اور احمدیوں کو ان کے حقوق دلاسکتی ہے۔

......ایک آفیسر کے اس سوال کے جواب میں **کہ آپ کی جماعت کے کتنے افراد جرمن فوج میں ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس کی مجھے کوئی معلومات نہیں۔ یہ جماعت کے افراد کی مرضی ہے کہ وہ کس میدان میں جانا چاہتے ہیں اور جس طرح میں دیکھ رہا ہوں۔ یہاں بھی ایک احمدی نوجوان بیٹھا ہے جو فوج میں ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ وفادار ہوگا۔

......ایک آفیسر نے **سوال کیا کہ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ پاکستانی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ کبھی ایک خلیفہ کسی دوسرے ملک کا ہو جیسے فرنچ یا جرمن یا برٹش؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ ضروری نہیں ہے لیڈر یا خلیفہ جماعت کے ممبران سے چنا جاتا ہے۔ ایک کمیٹی ہوتی ہے جن میں ممالک کے امراء اور چند مبلغین اور چند دوسرے افراد ہوتے ہیں وہ خلیفہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس میں کوئی پابندی نہیں کہ خلیفہ پاکستانی احمدیوں میں سے ہو۔ ایک وقت آسکتا ہے کہ خلیفہ افریقہ سے ہو، افریقن ہو یا یورپین یا کوئی اور۔ یہ اللہ کی مرضی ہی ہے۔ اللہ ہی کمیٹی کے ممبران کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ وہ کس کو چنیں۔ اس بات کا ذاتی تجربہ بہت سے لوگ آپ کو بیان کرسکتے ہیں۔ قانون کے مطابق تو کوئی پابندی نہیں ہے۔

......**ایک آفیسر نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کی حکمت عملی اور مقصد کیا ہے؟**

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے خود مسیح موعود اور مہدی اس زمانے کے امام ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے اپنے آنے کے دو مقاصد بیان کئے ہیں۔ پہلا یہ کہ مخلوق کو اس کے پیدا کرنے والے سے ملانا، انسان اپنے خدا کو پہچانے اور دوسرا یہ کہ ایک انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔ پہلا حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔ اس لئے ہم صرف اسلام کا پیغام ہی نہیں پہنچا رہے، اسلام کی تبلیغ ہی نہیں کررہے بلکہ ہم میدان عمل میں بھی کام کررہے ہیں۔ ہم نے کئی ممالک میں ہسپتال بنوائے ہیں اور سکول بنوائے ہیں اَور بھی انسانیت کے فائدہ کے لئے بہت سے کام کئے ہیں۔ ہم نے افریقہ کے دور دراز ریموٹ علاقوں میں Model Village کا پراجیکٹ شروع کیا ہے جہاں ہم غریب لوگوں کے لئے سولر سسٹم کے ذریعہ بجلی مہیا کررہے ہیں۔ پینے کے لئے پانی مہیا کرنے کا انتظام کررہے ہیں۔ کیونکہ افریقہ میں ان لوگوں کو پینے کا پانی حاصل کرنے کے لئے میلوں میل چلنا پڑتا ہے۔ پھر اس ماڈل ویلج میں گرین ہاؤس بھی بنائے جارہے ہیں اور کمیونٹی سنٹر بھی ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی چیزیں شامل ہیں۔ اب ہم نے یہ پراجیکٹ افریقہ کے بہت سے ملکوں میں شروع کروایا ہے اور یہ سب کچھ صرف کسی احمدی گاؤں میں ہی نہیں کیا جارہا۔ بلکہ ہم محض انسانی ہمدردی کی بنا پر بغیر کسی مذہب وملت، رنگ ونسل کے فرق کے یہ خدمت بجالارہے ہیں۔ پس یہ ہمارے بڑے مقاصد ہیں۔

......**ایک آفیسر نے یہ سوال کیا کہ کیا نیشنل یا انٹرنیشنل سطح پر کوئی پینل موجود ہے جہاں مختلف اسلامی فرقوں کے سربراہ ملیں اور اپنے اختلافات پر بحث کرتے ہوں؟**

حضور انور نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ احمدیہ مسلم جماعت انتہا پسند مسلمانوں کے نزدیک تسلیم نہیں کی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ سچے اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کریں گے اور اس وقت وہ موعود شخص آئے گا۔ وہ موعود شخص ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جنہوں نے حقیقی اسلامی تعلیم پیش کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں تو صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم یہ کوشش کررہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم انسانوں تک پہنچائیں۔ اس لئے ہم صرف مسلمانوں کو ہی دعوت نہیں دیتے ہیں بلکہ دوسرے مذاہب کو بھی دعوت دیتے ہیں۔

سوال و جواب کے اس پروگرام کے بعد چائے اور ریفریشمنٹ کے دوران بھی مختلف آفیسرز حضور انور کے پاس آتے رہے اور حضور انور ازراہ شفقت ان سے گفتگو فرماتے اور ان کے مختلف سوالات کے جوابات عطا فرماتے۔ یہ سلسلہ پونے ایک بجے تک جاری رہا۔

مسجد بیت الطاہر کے لئے روانگی

بعدازاں پروگرام کے مطابق یہاں سے مسجد بیت الطاہر کوبلنز کے لئے روانگی ہوئی۔ جنرل Bach حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو باہر گاڑی تک چھوڑنے آئے اور حضور انور کو الوداع کیا۔

دوپہر ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الطاہر میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت کوبلنز (Koblenz) کی ایک کثیر تعداد نے جن میں مرد و خواتین اور بچے شامل تھے اپنے پیارے آقا کو پُرجوش نعروں کے ساتھ خوش آمدید کہا۔ بچوں اور بچیوں نے مختلف گروپس میں کورس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ مسجد بیت الطاہر کے بیرونی احاطہ کو رنگارنگ جھنڈیوں کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ اس مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ جرمنی کے دوران 23 مئی 2004ء کو فرمایا تھا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت کوبلنز شیخ ظفر محمد صاحب، مربی سلسلہ کوبلنز سید حسن طاہر بخاری صاحب اور ریجنل امیر کوبلنز ناصر احمد بشیر صاحب نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور مسجد بیت الطاہر کے اندر تشریف لے گئے۔ حضور انور نے مسجد سے ملحقہ بعض حصوں کا معائنہ بھی فرمایا۔ لائبریری کے معائنہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتظامیہ کو ہدایت فرمائی کہ یہاں کتابوں کے مکمل سیٹ نہیں ہیں۔ کتابوں کے مکمل سیٹ منگوا کر رکھیں۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ دو بجے حضور انور نے مسجد بیت الطاہر کوبلنز میں نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جماعت کوبلنز کے تمام ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کے ہال میں تشریف لے گئے۔ جہاں خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

بعدازاں لوکل مجلس عاملہ نے گروپ کی صورت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کرکے السلام علیکم کہا اور قافلہ واپس بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانہ ہوا۔ چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

کونسلر کی ملاقات

پروگرام کے مطابق چھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے جہاں ایک ملک کے کونسلر اپنے سٹاف کے دو ممبران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

فیملی ملاقاتیں

بعدازاں سات بجکر دس منٹ پر فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج جرمنی کی 36 جماعتوں سے آنے والی 36 فیملیز کی 166 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ جرمنی کی ان فیملیز کے علاوہ پاکستان، سعودی عرب، آسٹریا، فرانس، آسٹریلیا، سپین اور سویڈن سے آنے والی 9 فیملیز کے 34 افراد نے بھی ملاقات کا شرف پایا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجکر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نماز جنازہ

ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر مکرمہ بشریٰ افضل صاحبہ اہلیہ محمد افضل صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ نے 25 مئی 2012ء کو جرمنی میں وفات پائی تھی۔ انّاللّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ ٹھیکیدار علم دین صاحب آف ربوہ کی بیٹی تھیں۔

جنازہ حاضر کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

مکرمہ بشریٰ سلام صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب مرحوم آف ربوہ۔ مرحومہ نے 13 مئی 2012ء کو وفات پائی۔ عمر 74 سال تھی۔ مرحومہ چوہدری عبدالسلام صاحب مرحوم جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے باڈی گارڈ تھے، کی اہلیہ تھیں۔ ان کے ایک بیٹے عبدالحفیظ شاہد صاحب مربی سلسلہ وکالت اشاعت لندن ہیں۔

مکرمہ صدیقہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم غلام حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ ملہو کے ضلع نارووال آپ نے 27 مئی 2012ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پائی۔ مرحومہ کے ایک بیٹے ناصر احمد مغل صاحب مربی سلسلہ کازان (رشیا) میں خدمات بجالارہے ہیں۔

مکرم سعید احمد طاہر صاحب ابن مکرم نعیم احمد طاہر صاحب آف جرمنی۔ آپ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 3 مئی 2012ء بعمر 32 سال جرمنی میں وفات پاگئے۔ مرحوم، مکرم نعیم احمد طاہر صاحب صدر قضاء بورڈ جرمنی کے صاحبزادے تھے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج Friedberg کے مقامی لوکل اخبار Wetterauer Zeitung نے مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر تفصیل کے ساتھ دی۔

مقامی اخبار میں
مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر

اخبار کا تعارف۔ اخبار Wetterauer Zeitung لوکل اخبار ہے جو Giessen سے لے کر Frankfurt تک پڑھی جاتی ہے۔ یہ اخبار روزنامہ ہے۔

خبر بموقع سنگ بنیاد

دارالامان Friedberg

’’خلیفہ مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے آئے‘‘

29 مئی 2012ء کے دن کو جماعت احمدیہ Friedberg کے 400 افراد بہت لمبا عرصہ تک یاد رکھیں گے۔ اس جمعرات کے دن صرف مسجد کے لئے سنگ بنیاد ہی نہیں رکھا گیا بلکہ مہمان کے طور پر حضرت مرزا مسرور احمد بھی موجود تھے جو جماعت احمدیہ کے، جن کی تعداد دنیا بھر میں کئی لاکھ ہے، مذہبی لیڈر ہیں۔

محمد داؤد مجوکہ صاحب نے جو جماعت احمدیہ جرمنی کے Spokesman ہیں، کہا کہ ہمارے لئے یہ دورہ اسی طرح ہے کہ جس طرح کیتھولکس کے لئے پوپ کا دورہ ہوتا ہے۔ مقامی علاقے کی پولیس بھی موجود تھی۔ جماعت احمدیہ کے مذہبی لیڈر کا استقبال وحید احمد قمر (صدر جماعت

(Friedberg)، عبداللہ واگس ہاؤزر (امیر جماعت احمدیہ جرمنی) اور میئر Michael Keller نے کیا۔ حضور انور ٹینٹ میں تشریف لائے جو مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ خواتین اور بچے یہ کارروائی سکرین کے ذریعہ دیکھ رہے تھے۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور ساتھ اردو اور جرمن ترجمہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد واگس ہاؤزر صاحب نے شہر کا تعارف پیش کیا جس میں عیسائی گرجوں اور یہودیوں کے معابد کا بھی ذکر کیا۔

اس کے بعد میئر صاحب نے خوش آمدید کہا۔ میئر نے کہا کہ مسجد کو اب گھروں کے پیچھے چھپا نہیں رہنے دینا چاہئے۔ ہر جماعت کو ایک گھر کی ضرورت ہوتی ہے، گھر کے بغیر ایک جماعت کا جینا مشکل ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ اسے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ ایک امن کی جگہ بن رہی ہے۔ احمدیہ مسجد تعمیر ہو رہی ہے اور یہ کہ مسجد ایک Industrial Area میں بنانی پڑ رہی ہے۔ آخر پر میئر صاحب نے جماعت کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ اپنے پیغام کو شہر تک پہنچائیں۔

اس کے بعد حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ آپ نے جماعت اور شہر کے اچھے تعلقات ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ احمدیہ جماعت کی بنیاد اسلام کی پیاری تعلیم پر ہے جو اخوت، پیار اور بھائی چارہ ہے۔ مسجد کے بننے سے احمدیہ جماعت مزید متعارف ہوگی۔ آگے آپ نے فرمایا کہ احمدیوں کو احتیاط سے رہنا ہوگا تا کہ لوگ دیکھیں کہ اسلامی تعلیم کتنی خوبصورت ہے۔ حضور نے اپنی تقریر کے آخر پر فرمایا کہ اگر آپ Mr. Keller ہمیں اور پلاٹ دیں گے تو ہم اور مساجد بنائیں گے اور میں زیادہ آیا کروں گا۔

اس خبر کے آخر میں کچھ فگرز دی گئی ہیں جن میں مسجد کے بارہ میں فگرز بھی ہیں۔ اخبار میں تین تصاویر ہیں۔ پہلی تصویر میں حضور انور اور میئر صاحب سنگ بنیاد کے موقع پر کھڑے ہیں اور میئر صاحب اینٹ رکھ رہے ہیں۔ دوسری تصویر میں حضور انور خطاب فرما رہے ہیں۔ تیسری تصویر میں بچیاں حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہی ہیں۔

31 مئی 2012ء بروز جمعرات

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور سرانجام دیئے۔

جلسہ گاہ کے لئے روانگی

پروگرام کے مطابق آج جلسہ گاہ Karlsruhe کے لئے روانگی تھی۔ چھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی اور قافلہ شہر Karlsruhe کے لئے روانہ ہوا۔

بیت السبوح فرینکفرٹ سے Karlsruhe کا فاصلہ 160 کلومیٹر ہے۔ یہ جگہ جہاں جلسہ کا انعقاد ہو رہا ہے۔ K.Messe کہلاتی ہے۔ اس کا کل رقبہ ایک لاکھ پچاس ہزار مربع میٹر ہے اور اس کا Covered حصہ 70 ہزار مربع میٹر ہے۔ اس میں چار بڑے ہال ہیں اور یہ چاروں ہال ایئر کنڈیشنڈ ہیں۔ ہر ہال 1250 مربع میٹر کا ہے اور ہر ہال میں کرسیوں پر بارہ ہزار افراد بیٹھ سکتے ہیں اور ہر ہال میں 18 ہزار سے زائد افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان چاروں ہالوں سے ملحق 128 بیوت الخلا ہیں۔ یہاں دس ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ موجود ہے۔ یہاں دوران سال نیشنل اور انٹرنیشنل نمائشیں ہوتی ہیں اور مختلف کمپنیاں حصہ لیتی ہیں۔

اس شہر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہے اور اس شہر کے اردگرد پچاس کلومیٹر کے اندر اندر بارہ بڑی جماعتیں موجود ہیں۔

قریباً دو گھنٹہ کے سفر کے بعد سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ گاہ تشریف آوری ہوئی۔ مکرم حافظ مظفر عمران افسر جلسہ سالانہ جرمنی نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا اور کارکنان نے بڑے ولولہ اور جوش سے نعرے بلند کئے۔

معائنہ انتظامات جلسہ

بعدازاں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ شروع ہوا۔

سب سے قبل 20 نائب افسران جلسہ سالانہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعدازاں حضور انور نے ان خدام اور کارکنان کو شرف مصافحہ سے نوازا جنہوں نے جلسہ کی تیاری کے لئے بہت محنت، لگن اور جذبہ سے کئی دن مسلسل دن رات کام کیا۔ ان میں سے اکثریت ان کارکنان کی تھی جو دوران سال پاکستان سے بالکل نئے آئے ہیں اور یہ ان کا پہلا جلسہ سالانہ ہے۔ وقار عمل کرنے والے ان احباب کی مجموعی تعداد پانچصد سے زائد تھی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شعبہ دعوت الی اللہ کے تحت لگائی جانے والی قرآن کریم کی نمائش کا وزٹ فرمایا۔ امسال اس نمائش میں کچھ نئے Features شامل کئے گئے تھے۔ جن میں خاص طور پر Touch Screens شامل تھیں۔ پہلی سکرین پر جماعت احمدیہ کی تاریخ دکھائی گئی تھی۔ دوسری سکرین احمدیت کے تعارف پر مشتمل تھی۔ جبکہ ایک سکرین پر ارکان دین اور ایک پر حج کے بارہ میں معلومات تھیں۔ ایک سکرین کے بارہ میں حضور انور کو بتایا گیا کہ اس میں جماعت جرمنی کی تاریخ کو Timeline کی صورت پر دکھایا گیا ہے تو اس پر حضور انور نے فرمایا آپ پوری دنیا کا تیار کریں۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے MTA سٹوڈیو کا معائنہ فرمایا۔ منتظمین نے بتایا کہ امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق یہاں سے راہ ہدیٰ کا پروگرام بھی نشر ہوگا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ”ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے“۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال میں تشریف لے گئے جہاں مہمانوں کو کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال میں تشریف لے آئے جہاں مختلف شعبوں کے دفاتر قائم کئے گئے ہیں۔ شعبہ تعلیم، وصایا، رشتہ ناطہ، صنعت و تجارت، امانات اور شعبہ دعوت الی اللہ کے دفاتر کے سامنے سے گزرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شعبہ ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کے دفتر اور سٹال پر تشریف لے گئے اور اس شعبہ کے انچارج سے گفتگو فرمائی۔ ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی افریقہ میں بینن، نائیجر، ٹوگو اور ساؤٹومے میں نمایاں خدمات بجالا رہی ہے۔ ان کے پراجیکٹ TV سکرین پر دکھائے جارہے تھے۔ اس شعبہ کے تحت بینن میں قائم ہونے والے یتامیٰ کے لئے دارالاکرام کی تعمیر کے مناظر بھی دکھائے گئے۔ حضور انور نے مختلف امور کے بارہ میں انچارج صاحب سے گفتگو فرمائی۔

بعدازاں زیر تبلیغ افراد کے لئے رہائش مہیا کرنے کے دفتر کا بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے معائنہ فرمایا۔

شعبہ ضیافت کا دفتر بھی ادھر ہی تھا۔ جس کے ساتھ مختلف اشیاء کو سٹور کرنے کے لئے ایک بڑی جگہ مخصوص کی گئی تھی اور اس میں بہت ساری اشیاء سٹور کی جاچکی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس سٹور میں بھی تشریف لے گئے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ شعبہ MTA میں تشریف لے گئے اور اس کا معائنہ فرمایا۔ اس شعبہ کو بڑھتے ہوئے کام کے پیش نظر مزید آٹھ شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (i) آفس MTA۔ (ii) Live ٹرانسمیشن۔ (iii) جلسہ کوریج۔ (iv) شعبہ سکرین۔ (v) شعبہ ٹیکنیکل امور۔ (vi) شعبہ MTA سٹوڈیو۔ (vii) شعبہ سٹال سمعی و بصری۔ (viii) شعبہ نمائش MTA

شعبہ MTA جرمنی نے گزشتہ سال ایک سیکنڈ ہینڈ ٹریلر حاصل کر کے ایک Mobile Production Unit تیار کیا تھا۔ اس میں دروازے، سیڑھیاں، ایئر کنڈیشنز، فرش، سکرینز لگانے کے لئے دیواروں پر فریم کی تیاری یہ سارا کام کارکنان نے خود انجام دیا۔

اس موبائل پروڈکشن یونٹ کی کل لمبائی 13.6 میٹر ہے۔ جبکہ چوڑائی 2.5 میٹر ہے اور اونچائی چار میٹر ہے۔ جبکہ اندر سے اونچائی تین میٹر ہے۔ یہ جلسہ سالانہ اور دیگر بڑے فنکشنز و اجتماعات کی تمام ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے ڈیزائن کیا گیا ہے اور تمام ٹیکنیکل ضروریات مثلاً ایک سے زیادہ Setups کی ویڈیو اور آڈیو مکسنگ، MTA کے لئے تمام قسم کا ٹرانسلیشن کنٹرول، سکرین کنٹرول، You Tube اور ویب سٹریمنگ کے لئے مواد کو ڈیجیٹلائز کرنا، کیسٹس پر ریکارڈنگ اور مختلف قسم کی ویڈیو رپورٹس کا کمپیوٹرائزڈ Playout سسٹم، غرضیکہ ہر ضرورت کو ہر لحاظ سے پورا کرتا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بک سٹال کا معائنہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ **قادیان سے جو کتب شائع ہو چکی ہیں اس کی ساری جلدیں منگوا کر رکھیں۔**

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انفارمیشن آفس کا معائنہ فرمایا اور منتظمین سے گفتگو فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور نے نظافت (صفائی) اور بجلی کے شعبوں سے ہوتے ہوئے پرائیویٹ خیمہ جات کے ایریا میں تشریف لے گئے اور انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ پرائیویٹ خیمہ جات کی مجموعی تعداد 675 سے زائد تھی۔ جن میں 6 ہزار سے زائد احباب جماعت نے، فیملیز نے رہائش رکھی۔ ان خیمہ جات کے گرد فینس (Fence) لگائی گئی ہے اور گیٹ بھی بنائے گئے ہیں اور اس احاطہ میں رجسٹریشن کارڈ کی چیکنگ اور سکیننگ کے بعد ہی داخل ہوا جا سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان خیمہ جات کے درمیانی راستہ سے گزرے۔ فیملیاں اپنے خیموں کے پاس کھڑی تھیں اور بعض خیمے نصب کر رہی تھیں۔ سبھی اپنے ہاتھ بلند کر کے حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کرتے، حضور انور ازراہ شفقت ان کے سلام کا جواب دیتے۔ خیموں کے مختلف سائز تھے۔ حضور انور دریافت فرماتے کہ ان میں کتنے لوگ رہ سکتے ہیں۔

پرائیویٹ خیمہ جات کے احاطہ میں ایک حصہ Carvan کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ خیمہ جات کے اس معائنہ کے دوران سینکڑوں خاندانوں نے اپنے پیارے آقا کو انتہائی قریب سے دیکھا۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور برکتیں پائیں۔ ہر ایک اپنی اس خوش نصیبی اور سعادت پر بے حد خوش تھا۔

لنگر خانہ کا معائنہ

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا اور انتظامات کا جائزہ لیا اور کھانے کا معیار دیکھا اور منتظمین سے گفتگو فرمائی۔ آلو گوشت کا سالن اور دال تیار کی گئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت آلو گوشت اور دال دونوں سے ایک ایک لقمہ تناول فرمایا اور فرمایا کہ اچھا معیار ہے روٹی بھی اچھی ہے۔ لنگر خانہ کے کارکنان نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ لنگر خانہ کے کارکنان نے ایک بڑا کیک تیار کیا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اپنے ان خدام کے لئے کیک کاٹتے ہوئے اس کے مختلف حصے کئے۔

لنگر خانہ کے باہر دیگ واشنگ مشین لگائی گئی تھی۔ یہ مشین گزشتہ چھ سال سے لگائی جا رہی ہے اور ہر سال اس مشین میں ٹیکنیکل لحاظ سے بہتری لائی جاتی ہے۔ اس مشین کو تین احمدی نوجوان انجینئرز نے بڑی لمبی محنت کے بعد خود تیار کیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس انتظام کا جائزہ لیا۔ پاکستان سے مکرم حیدرالدین ٹیپو صاحب روٹی پلانٹ کے جائزہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر جرمنی آئے ہوئے تھے۔ حضور انور کے ارشاد پر وہ بھی اس دیگ واشنگ مشین کے جائزہ کے وقت موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حیدرالدین صاحب سے مشین کے پراسس اور فنکشن کے حوالہ سے گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ اب آپ نے قادیان میں ایسی مشین تیار کرنی ہے جو دیگ دھونے والی ہو۔ یہاں تو ایسے دیگچے ہیں جن کا منہ اوپر سے کھلا ہے لیکن دیگ دھونے کی صورت میں آپ کو

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

ایسا سسٹم تیار کرنا پڑے کہ بُرش دیگ کے اندر جاتے ہی اس طرح کھل جائیں اور پھیل جائیں کہ اندر سے ساری دیگ صاف ہوجائے اور دوسری جو سب سے ضروری چیز ہے وہ پانی کا پریشر ہے جتنے زیادہ پریشر سے پانی دیں گے اتنی ہی زیادہ بہتر اور کم وقت میں صفائی ہوگی۔ حضور انور نے موصوف سے فرمایا کہ یہ مشین دیکھ کر اور ساری معلومات حاصل کرکے اب آپ کو ایک آئیڈیا ہوگیا ہے۔ اب اس کے مطابق آپ نے جائزہ لینا ہے اور جو بھی منصوبہ ہے مکمل کرنا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پیاز کاٹنے کے انتظام کا جائزہ لیا۔ منتظمین نے بتایا کہ ہم وہی مشین استعمال کررہے ہیں جو گزشتہ سال ہمارے استعمال میں رہی ہے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجناس کے سٹور کا معائنہ فرمایا۔

گوشت محفوظ کرنے کے لئے بڑے سائز کے کنٹینرنما فریزر رکھے گئے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس انتظام کے بارہ میں بعض امور دریافت فرمائے۔

بازار کا معائنہ

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بازار کا معائنہ فرمایا۔ بازار میں مختلف اشیاء اور کھانوں کے سٹالز لگائے گئے تھے۔ ہر سٹال کے آگے خدام اپنے اپنے سٹال پر تیار کی جانے والی اشیاء اپنے ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر سٹال کے آگے سے گزرتے ہوئے ازراہ شفقت مختلف اشیاء میں سے کچھ معمولی سا حصہ لیتے اور تناول فرماتے۔ بعض دفعہ کچھ حصہ لے کر اپنے ان خدام کو دے دیتے اور بعض دفعہ اس چیز پر اپنا ہاتھ رکھ دیتے اور یوں یہ خوش نصیب خدام اور کارکنان اپنے پیارے آقا کی شفقت، پیار اور محبت سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ہر ایک کسی نہ کسی رنگ میں اپنے آقا کی شفقت اور برکت سے فیض پا رہا تھا۔ حضور انور ساتھ ساتھ اپنے خدام سے گفتگو بھی فرماتے رہے۔ کوئی بھی حضور انور کی شفقت سے محروم نہ رہا۔ ایک سٹال کے آگے ایک بچہ ایک پلیٹ میں چنے، ریوڑیاں وغیرہ لئے کھڑا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس پلیٹ سے بھی چنے کا ایک دانہ لیا اور تناول فرمایا۔ ''زہے قسمت، زہے نصیب''۔

اس کے بعد کارڈ چیکنگ سسٹم کے انتظام کا حضور انور نے جائزہ لیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بعض احباب کے کارڈ چیک کروائے۔ جونہی کارڈ سکین (Scan) ہوتا ہے۔ اس شخص کی تصویر اور دیگر تمام کوائف سکرین پر آجاتے ہیں۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ جلسہ گاہ کا معائنہ فرمایا اور ان کے جملہ انتظامات دیکھے اور مختلف شعبوں کا جائزہ لیا۔

لجنہ جلسہ گاہ کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب کا انعقاد ہونا تھا۔

تمام ناظمین اپنے اپنے معاونین اور کارکنان کے ساتھ اپنے شعبہ کے نام کی تختی کے پیچھے کھڑے تھے۔ ناظمین جلسہ کی مجموعی تعداد 165 ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تمام ناظمین کو شرف مصافحہ بخشا۔ نائب ناظمین کی تعداد 385 اور معاونین کی تعداد 2772 ہے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لے آئے اور تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طارق بٹ صاحب نے کی اور پھر اس کا اردو اور جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

حضور انور کا

رضا کار کارکنانِ جلسہ سے خطاب

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمد للہ کہ ایک دفعہ پھر آپ لوگوں کو، جلسہ کے کارکنوں کے طور پر خدمتگاروں کے طور پر حضرت مسیح موعود کے مہمانوں کی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ بعض پاکستان سے نئے آنے والے نوجوان بھی شامل ہوئے ہوں گے۔ ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خدمت بہت بڑا اعزاز ہے اور اس کے لئے حتی الوسع آپ خوش دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، دوسروں سے مسکرا کر ملتے ہوئے اس خدمت کو سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔

اب ایک چھت کے نیچے تقریباً تمام انتظامات ہیں اور اس لحاظ سے بہت آسانیاں پیدا ہوچکی ہیں۔ پاکستان کے جو جلسے ربوہ میں ہوتے تھے۔ پاکستان سے آنے والے وہ نوجوان جو اب اٹھائیس تیس سال کے بھی ہیں ان کو بھی تجربہ نہیں کہ کس طرح پھیلا ہوا وسیع انتظام تھا۔ مختلف محلوں میں، مختلف جگہوں پر لنگر خانے ہوتے تھے۔ جلسہ گاہ ایک جگہ تھی، افسر جلسہ سالانہ کا دفتر ایک دوسری جگہ تھا۔ لنگر خانے مختلف محلّہ جات میں تھے۔ اسی طرح باقی انتظامات تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ کے اطفال وخدام بڑی خوش دلی سے ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ امید ہے کہ ان کی باتیں سن کر آپ میں سے اکثر کے دل میں جذبہ ہوگا کہ ہمیں بھی خدمت کا موقع ملے۔ پس اس جذبہ کے ساتھ، جن کو بھی خدمت کا موقع اللہ تعالیٰ دے ان کو یہ خدمت سرانجام دینی چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک چھت کے نیچے بہت سارے انتظامات ہیں اس لئے زیادہ مشکلات ومسائل تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی تجربہ کار ناظمین و منتظمین جماعت احمدیہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیئے ہیں جو اللہ کے فضل سے مشکلات پر قابو بھی پالیتے ہیں۔ اس لئے زیادہ ان باتوں کی یاددہانی کی تو ضرورت نہیں۔ لیکن ایک بات کی یاددہانی مَیں کروانا چاہتا ہوں کہ اس **ایک چھت کے نیچے انتظام کی وجہ سے سیکیورٹی کے معاملہ میں اور ایک دوسرے پر نظر رکھنے کے معاملہ میں غیر محتاط نہ ہوجائیں۔ ہر کارکن چاہے اس کی سیکیورٹی کی ڈیوٹی ہے یا نہیں اپنے اپنے شعبہ میں نظر رکھے۔ جس طرح جلسہ میں ہر شامل ہونے والے کا کام ہے کہ اپنے ماحول پر نظر رکھے۔ اسی طرح ہر کارکن بھی قطع نظر اس کے کہ اس کی ڈیوٹی کیا ہے اپنے اردگرد کے ماحول پر نظر رکھے۔** کیونکہ شرارت کرنے والے کسی بھی جگہ کسی بھی قسم کی شرارت کرسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو حفظ وامان میں رکھے اور جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور ان برکات کے ہم وارث بنیں جو اس جلسہ سے وابستہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب نو بجکر پینتالیس منٹ پر ختم ہوا۔ حضور انور نے دعا کروائی اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جلسہ کے موقع پر ریڈیو سروس کا افتتاح

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ جرمنی نے پہلی مرتبہ اپنے جلسہ کے موقع پر ''جلسہ ریڈیو سروس'' کا آغاز کیا۔ جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں کی تمام کارروائی، تمام تقاریر اور دیگر پروگرام اردو اور جرمن زبان میں Live ریڈیو اور FM کے ذریعہ نشر ہوں گے۔ اس سہولت کے نتیجہ میں تمام کارکنان جہاں بھی ڈیوٹی پر ہوں گے اور جلسہ کی طرف آنے والے احباب جو سفر میں ہوں گے ریڈیو پر جلسہ کی کارروائی سن سکیں گے۔

دس بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مقام جلسہ کے اندر اس عارضی طور پر قائم ہونے والے ریڈیو سٹیشن کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بٹن دبا کر ریڈیو کو آن ایئر کیا اور درج ذیل پیغام دیا۔

''اللہ تعالیٰ اس ریڈیو سٹیشن کو تمام سننے والوں کے لئے بابرکت فرمائے اور جو لوگ جلسے پر آنہیں سکتے یا ٹریفک کی وجہ سے، ٹریفک جام کی وجہ سے راستہ میں پھنس جاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں۔ السلام علیکم''۔

عشائیہ

پروگرام کے مطابق کارکنان جلسہ سالانہ کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ عشائیہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اس تقریب میں رونق افروز ہوئے اور کارکنان جلسہ نے اپنے پیارے آقا کی معیت میں کھانا کھایا۔

بعدازاں دس بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔ جلسہ کے ایام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش جلسہ گاہ Karlsruhe Messe کے ایک رہائشی حصہ میں ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ دورہ امریکہ از صفحہ نمبر 17

فیصلے ہیں وہ ان پر کارروائی کرے اور عمل کرے۔ اس صورت میں مُلّاں کی طاقت بھی کم ہوگی اور حالات بھی بہتر ہوں گے۔

افغانستان کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے جو بھی ہمسایہ ملک ہے اس کا بیشک اپنا ایک رول ہے لیکن سب سے اہم رول تو امریکہ نے ہی ادا کرنا ہے۔

موصوف کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ ملاقات ساڑھے بارہ بجے ختم ہوئی۔ بعد میں موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوائی۔

فیملی ملاقاتیں

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔

آج صبح کے اس سیشن میں مجموعی طور پر 57 فیملیز کے 357 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ان فیملیز کا تعلق امریکہ کی جماعتوں Potomac اور Southern Virginia سے تھا۔ ان سبھی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی اور بچوں نے اپنے آقا سے قلم اور چاکلیٹ حاصل کئے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر دو بجکر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الرحمٰن تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ

زکوٰۃ پانچ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے اور حسب شرائط اس کی ادائیگی ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30/مارچ 2012ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت کو اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

''ایک بات کی طرف خاص طور پر مَیں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیشک مالی قربانی میں تو جماعت کے افراد بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں لیکن مالی قربانی کا ایک پہلو زکوٰۃ ہے۔ اُس طرف بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر عورتوں کو جن کے پاس زیور وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کی رقمیں ایک سال سے زیادہ پڑی رہتی ہیں۔ اس طرف ویسی توجہ نہیں ہے جو ایک احمدی کو ہونی چاہئے۔ ایک تعداد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً ایسی ہے جو ایک ایک پائی کا حساب رکھ کر چندے بھی دیتی ہے اور زکوٰۃ بھی دیتی ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو چندوں کو کافی سمجھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یا سیکرٹریانِ مال جو ہیں اُن کو اس طرف توجہ نہیں دلاتے جس وجہ سے اُن کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ پس اس طرف بھی توجہ کی بہت ضرورت ہے''۔

تمام امرائے کرام، مبلغین انچارج اور صدران جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ براہ کرم اپنی جماعت میں درسوں، خطبات اور اجلاسات میں احباب جماعت کو زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف کثرت سے توجہ دلائیں۔ نیز مقامی جماعتی رسالہ جات میں بھی مضامین اور اعلانات وقتاً فوقتاً شائع کرواتے رہیں تا کہ جماعت کو زکوٰۃ کی اہمیت کا احساس رہے۔ اسی طرح سیکرٹریان مال کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس کے لئے خصوصی مساعی بروئے کار لائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو بہتر رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ امریکہ 2012ء

جماعت احمدیہ مختلف میدانوں میں غانا کی جو خدمت کر رہی ہے غانا کے لوگ اور لیڈر شپ اس کا بہت احترام کرتے ہیں۔

(امریکہ میں متعین غانا کے سفیر کی حضور انور سے ملاقات)

مسلم پبلک افیئرز کونسل آف امریکہ کے نمائندہ کی حضور انور سے ملاقات۔

US Military Chaplain کے وفد اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر آف پاکستان افیئرز کی حضور انور سے الگ الگ ملاقات۔

تقریب آمین۔ فیملی ملاقاتیں۔ سینکڑوں افراد نے اپنے پیارے آقا سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

(امریکہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

25 جون 2012ء بروز سوموار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر چالیس منٹ پر بیت الرحمٰن میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

ملاقاتیں

صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

سب سے قبل مکرم نسیم مہدی صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج یو ایس اے و مکرم عطاء القدوس صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دفتری ملاقات کی اور بعض امور اور معاملات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر کے ہدایات حاصل کیں۔

اس کے بعد عام فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

امریکہ میں متعین غانا کے سفیر کی حضور انور سے ملاقات

گیارہ بجے کے قریب امریکہ میں مقیم غانا کے ایمبیسیڈر Daniel Ohene Agyekum حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آئے۔ موصوف نے بتایا کہ وہ پہلی دفعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مل رہے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ مجھے اس بات سے بہت خوشی ہے کہ حضور انور امن کے قیام کیلئے کام کر رہے ہیں اور ساری دنیا میں امن کے لئے کوشاں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا میں غانا میں کئی سال رہا ہوں۔ وہاں جماعت نے کافی پراجیکٹ شروع کئے ہوئے ہیں۔ اپنی موجودہ خلیفۃ المسیح کی حیثیت میں بھی دو دفعہ 2004ء اور 2008ء میں غانا گیا ہوں اور وہاں صدر مملکت سے بھی ملا ہوں۔

ایک سوال پر موصوف نے بتایا کہ وہ اشانٹی علاقہ کے ہیں۔ ایسوکورے میں آپ کا بڑا مضبوط ہسپتال اور سیکنڈری سکول ہے۔ میں ایسوکورے میں جماعت کے بہت سے پروگراموں اور فنکشن میں شامل ہوا ہوں۔ میں وہاں ریجنل منسٹر تھا۔

موصوف نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ امریکہ میں حضور کا شیڈیول بہت مصروف ہے اور حضور انور نے یہاں لمبے سفر کئے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے غانا میں بھی بڑے لمبے سفر کئے ہیں۔ مَیں غانا میں اکرا سے نارتھ کی طرف بولگا ٹانگا تک گیا تھا اور بذریعہ سڑک یہ سارا سفر کیا تھا۔

ایمبیسڈر نے کہا غانا میں جماعت احمدیہ کی موجودگی بہت مضبوط اور طاقت والی ہے۔ جماعت احمدیہ مختلف میدانوں میں غانا کے عوام کی جو خدمت کر رہی ہے غانا کے لوگ اور لیڈر شپ اس کا بہت احترام کرتے ہیں۔

موصوف کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ میں آئندہ سوموار تک یہاں ہوں۔ جمعہ، ہفتہ، اتوار جلسہ ہے۔ پھر جلسہ کے ایک دن بعد کینیڈا کے لئے روانگی ہے۔

آخر پر موصوف نے کہا کہ مَیں حضور انور کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حضور انور نے بھی یہاں آنے پر ان کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ غانا کے لوگ مجھے آدھا غانین سمجھتے ہیں۔

یہ ملاقات قریباً پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ اس کے بعد شیڈیول کے مطابق دوبارہ فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج صبح کے اس سیشن میں Washington DC اور Richmond کی جماعتوں سے آنے والی پچاس فیملیز کے 218 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الرحمٰن تشریف لائے جہاں تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 29 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔ ان خوش نصیب بچوں کے نام یہ ہیں۔

Minah خان، Ryna ملک، Aariz خان، رشید یوسف، حسان چوہدری، ذین احمد، Talut باجوہ، زویا ورک، شمائلہ زکریا، نور العین ملک، باسل ڈوگر، صوفیہ خضر، کاشفہ فرحان، زوبیہ فرحان، Amal احمد، فرزان چوہدری، صاحبزادہ اکبر لطیف، Duaa احمد، Uhaam حسین، زکی محمود، زہرہ داؤد، ماہا کلیم، زوہا کلیم، نعمان نعیم۔ معز گل، وہاج ورک، Usaidullah ورک، Zahra رحمان، زینب ستکوہی۔

آمین کی یہ تقریب دو بجے ختم ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

مسلم پبلک افیئرز کونسل آف امریکہ کے نمائندہ کی حضور انور سے ملاقات

امریکہ میں Muslim Public Affairs Council ایک بہت اہم ''مسلم امریکن آرگنائزیشن'' ہے اور امریکہ میں یہ واحد مسلم آرگنائزیشن ہے جس نے 28 مئی 2010ء کے لاہور کے واقعہ کی مذمت کی تھی۔ اسی طرح انہوں نے ہمارے پروگرام Blood Drive "Muslim For Life" کو بھی سپورٹ کیا تھا۔

پروگرام کے مطابق اس مسلمان آرگنائزیشن کے ایک اہم نمائندہ Mr. Alejandro J. Beutel حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ چار بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور موصوف نے حضور انور سے ملاقات کی۔

✵......اس نمائندہ نے حضور انور کو بتایا کہ مَیں نے دس سال قبل اسلام قبول کیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ مَیں نے جماعت احمدیہ کا لٹریچر پڑھا تھا۔ خاص طور پر کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth پڑھی تھی۔ آج میں جماعت احمدیہ کا شکرگزار ہوں کہ مجھے جماعت احمدیہ کے لیڈر سے ملاقات کا موقع ملا ہے۔

✵......حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے بتایا ہے کہ آپ کو احمدیہ لٹریچر پڑھ کر اسلام قبول کرنے کا موقع ملا ہے۔ اب آپ قرآن کریم کی تفسیر 5 Volume Commentary ضرور پڑھیں۔

✵......**مسٹر J. Beutel نے یہ سوال کیا کہ Blasphemy Law جو بنتے ہیں ان کے بارہ میں حضور کے کیا تأثرات ہیں۔ کیا رائے ہے۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: **اگر آپ قرآن کریم کو غور سے پڑھیں تو وہاں کسی Blasphemy Law کا ذکر نہیں ملتا۔** اگر کسی نے کبھی کوئی بلاسفمی لاء بنانا ہے تو پھر وہ تمام انبیاء، تمام بانیان مذاہب کے لئے ہونا چاہئے کہ کسی ایک کی بھی توہین نہ ہو۔ ہر ایک کا عزت و احترام واجب ہے۔ صرف ایک مذہب پر فوکس نہ ہو۔ اسلام نے، قرآن کریم نے تو یہی تعلیم دی ہے کہ ہم ہر نبی پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی عزت و احترام ہم پر واجب اور لازم ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے کہ اس نے ایک غزوہ سے واپسی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح طور پر انتہائی گستاخی کی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے متعلق اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ معزز ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس نے یہ اعلان کیا تھا کہ ''اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹیں گے تو ضرور وہ جو سب سے زیادہ معزز ہے اسے جو سب سے زیادہ ذلیل ہے اس میں سے نکال باہر کرے گا''۔ (المنافقون:9)

حضور انور نے فرمایا کہ اس عبداللہ بن ابی بن سلول کے اپنے بیٹے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میرے باپ نے اس طرح آپؐ کی گستاخی اور توہین کی ہے۔ اگر اسے کوئی سزا دینی ہے اور اس کی سزا قتل ہے تو میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ کو قتل کروں گا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور اجازت نہ دی اور اس گستاخِ رسول کو کسی قسم کی کوئی سزا نہ دی۔

حضور انور نے فرمایا: یہ وہ موقع تھا کہ اگر کوئی بلاسفمی لاء، توہین رسالت کا کوئی قانون ہوتا تو اس کا ذکر کیا جاتا۔ لیکن قرآن کریم نے کسی ایسے قانون کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی کسی ایسے قانون کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت میں ملتا ہے۔

حضور انور نے نمائندہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ آپ کو اپنے علماء سے پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے ایسے قوانین کیوں بنائے ہیں۔

✵......موصوف نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے آپ لوگوں نے ایک کمپین چلائی ہے۔ Muslim for Loyalty کے نام سے یہ کمپین ہے۔ ہماری تنظیم بھی یہ سمجھتی ہے کہ اسلام اور ملک سے وفاداری ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن ہمیں تھوڑا سا اختلاف ہے کہ جس طریق سے آپ لوگوں نے کمپین چلائی ہے ہمیں یہ فکر ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کو اس ملک میں نقصان نہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب آپ کوئی کمپین چلائیں تو ہم سے بات چیت کر لیا کریں۔

✵......اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر آپ لوگ اسلام کی حقیقی تعلیم کے حوالہ سے عدل، انصاف والی بات چیت کرنا چاہتے ہیں تو ہم لوگ تیار ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ابھی مَیں نے گزشتہ دنوں جرمنی میں آرمڈ فورسز کے ایک ادارہ میں ملک کی وفاداری کے حوالہ سے خطاب کیا تھا۔ مَیں نے بڑا واضح کر کے بتایا تھا کہ کس حد تک وفاداری ہونی چاہئے اور کس حد تک شریعت کے مطابق وفاداری رہنی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا ہم آپ کو اس کی ایک کاپی بھجوا دیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر آپ کوئی فنکشن آرگنائز کریں تو ہم ضرور شامل ہوں گے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کسی نے یہ بات پیش کی کہ انٹرفیتھ (Inter Faith) ڈائیلاگ ہونا چاہئے۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو قبول فرمایا

اور اپنا ایک مضمون تیار کر کے بھجوایا جو آپ کے ایک صحابی نے پڑھا اور یہ مضمون بہت پسند کیا گیا۔ سب تقریروں اور مضمونوں کی نسبت اس مضمون کو پسند کیا گیا۔ یہ مضمون بصورت کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے شائع شدہ ہے۔ اگر آپ اس کو پڑھیں پھر آپ سیکھیں گے کہ کس طریق سے اسلام کی تبلیغ کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا آپ جو بھی فنکشن کریں گے ہم اس میں شامل ہوں گے لیکن جو مولوی ہیں، ملاّں ہے مجھے مشکل لگتا ہے کہ وہ آپ کے فنکشن میں شامل ہوں۔

......موصوف نے جماعت کے سلوگن کا ذکر کیا کہ ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں''۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: دراصل یہ سلوگن احمدیوں کا سلوگن نہیں۔ یہ اسلام کا سلوگن ہے۔ قرآن کریم میں ہر قانون کی بنیاد محبت پر ہے۔ بنی نوع انسان سے محبت کی وجہ سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہدایت کے لئے پُر درد اور الحاح سے دعا کیا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو آپؐ کو مخاطب ہو کر کہنا پڑا کہ کیا تُو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان انسانوں سے محبت کی وجہ سے ایک درد تھا اور آپؐ اس محبت اور درد کی وجہ سے اپنے آپ کو اس راہ میں ہلاک کرنے کے لئے تیار تھے۔

آخر پر موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوائی۔ یہ ملاقات پندرہ منٹ تک جاری رہی۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد پہلے سے طے شدہ شیڈیول کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 67 فیملیز کے 384 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ملاقات کرنے والی فیملیز Harrisburg، York اور Central Virginia کی جماعتوں سے آئی تھیں۔ ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچوں کو قلم اور چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام پونے نو بجے ختم ہوا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

26 جون 2012ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر چالیس منٹ پر مسجد بیت الرحمٰن میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

فیملی ملاقاتیں

صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

US Military Chaplains کے وفد کی حضور انور سے ملاقات

ابھی ملاقاتیں جاری تھیں کہ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق U.S. Military Chaplains کا پانچ افراد پر مشتمل وفد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے مسجد بیت الرحمٰن میں آیا۔ یہ وفد آرمی نیشنل گارڈ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وفد میں درج ذیل ممبران شامل تھے۔

ریٹائرڈ کرنل Normal Williams ۔ کرنل Terry Larkin ۔ میجر Quentin Collins ۔ میجر جلال ملک (ایک احمدی نوجوان ہیں)۔ سٹاف سارجنٹ Jimmy Boss۔

بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس روم میں تشریف لائے اور اس وفد کے ساتھ ملاقات شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری سب کا تعارف حاصل کیا۔

......کرنل Normal Williams نے عرض کیا کہ حضور انور سے مل کر ہماری بہت عزت افزائی ہوئی ہے۔ حضور انور نے اپنے مصروف شیڈیول میں سے ہمیں وقت دیا ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک اعزاز ہے۔

......حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ بحیثیت Chaplain اپنی سروسز یونیفارم میں کرتے ہیں؟ نیز آرمی میں مختلف مذاہب کے لوگ ہوں گے کیا ہر ایک کے لئے ان سروسز کا علیحدہ علیحدہ انتظام ہے؟ اس پر وفد کے ایک ممبر نے بتایا کہ ہم اپنی سروسز یونیفارم میں بھی کرتے ہیں۔ آرمی میں عیسائیوں کے بھی مختلف فرقے ہیں اور ہر فرقے کے Chaplain موجود ہیں اور مختلف مذاہب کے Chaplain ہو سکتے ہیں۔

(Chaplain کا کام اور ذمہ داری یہ ہے کہ فوج میں اگر کسی فوجی نے مذہبی لحاظ سے اپنی عبادت کرنی ہے، اپنی مذہبی تعلیم پر عمل کرنا ہے تو یہ Chaplains اس کی مدد کرتے ہیں۔ اس کے مسئلہ کو حل کرتے ہیں اور اس کی مذہبی ضرورت کا کوئی حل نکالتے ہیں۔)

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جلال ملک کا رول کیا ہے۔ اس پر موصوف کرنل نے بتایا کہ جلال ''اسلامک فیتھ لیڈر'' ہے اور مختلف امور کی انجام دہی کے علاوہ مسلمان فوجیوں کو نماز جمعہ بھی پڑھاتا ہے۔

حضور انور کے استفسار پر کرنل نے بتایا کہ تمام مسلمان اس کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے پیچھے جمعہ پڑھتے ہیں اور کوئی اختلاف والی بات نہیں ہے۔ مسلمان اس کو بہت عزت دیتے ہیں۔

......ایک ممبر نے سوال کیا کہ کل Capitol Hill میں حضور کا ایڈریس ہے۔ کیا حضور اپنے آپ کو Nervous محسوس کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ایسا بالکل نہیں ہے۔ میں نے جرمنی میں بھی ملٹری کے ایک ادارہ میں Loyalty، ملک سے وفاداری کے بارہ میں ایڈریس کیا تھا۔

کرنل Williams نے کہا کہ جب ہم کہیں کوئی ایڈریس کرتے ہیں تو بعض اوقات ہمارا ایڈریس مذہبی امور پر مشتمل ہوتا ہے اور بعض اوقات نہیں ہوتا۔ ایسے فورم پر ہم بعض دفعہ پریشان ہو جاتے ہیں۔

......اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **میرا ہر خطاب، ہر ایڈریس مذہبی ہی ہوتا ہے اور مَیں قرآن کریم کی تعلیم پر انحصار کرتا ہوں۔ قرآن کریم سے ہی اپنے خطاب کی تیاری کرتا ہوں۔ اس کتاب سے باہر نہیں جاتا۔ مَیں جہاں بھی، جس جگہ بھی کوئی بات کرتا ہوں قرآن کریم کی تعلیمات کا پابند رہ کر بات کرتا ہوں۔**

ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا جلسہ سالانہ تین دن کا ہے۔ چار سال کے بعد یہ میرے لئے دوسرا موقع ہے کہ مَیں یہاں کے جلسہ سالانہ میں شامل ہو رہا ہوں۔ مجھے علم نہیں کہ آپ کو دعوت دی ہے یا نہیں۔

موصوف کرنل نے حضور انور سے دریافت کیا کہ ہمارے ملک کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ ملے ہیں بہت اچھے ہیں۔ دوستانہ ماحول میں باتیں ہوتی ہیں۔ باقی مَیں نے شکاگو (Chicago) سے یہاں واشنگٹن کا سفر بذریعہ سڑک کیا ہے۔ ملک خوبصورت ہے۔ لینڈ سکیپ خوبصورت ہے۔ مَیں پسند کرتا ہوں۔

......ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ **مَیں ساری دنیا میں یہی پیغام دیتا ہوں کہ ہر قوم دوسری قوم کی عزت کرے۔ ہم تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔ تمام انبیاء، تمام مذاہب کے بانی اور پھر ان کے پیروکاروں کی عزت کرنی چاہئے۔ اگر ہر قوم دوسری قوم کی عزت کرے تو پھر امن قائم ہوگا اور بدامنی اور فساد ختم ہو جائے گا۔ یہی اسلام کا حقیقی پیغام ہے۔**

......اس سوال کے جواب میں کہ **کیسے مسلمانوں کو اکٹھا کیا جائے؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ مسلمانوں کے 73 فرقے ہو جائیں گے اور ان میں سے صرف ایک فرقہ ایسا ہوگا جو ہدایت پر ہوگا اور اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں اور ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ اس پیشگوئی کے مطابق ہم ہی وہ فرقہ ہیں جو صحیح راستہ پر ہے۔ ہم دوسرے مسلمانوں کو بھی اس راستہ پر لانا چاہتے ہیں۔ جب تک مسلمان صحیح راہ پر نہ آجائیں وحدت نہ ہوگی۔ اب ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعداد کے لحاظ سے ملینز میں داخل ہو چکے ہیں اور بعض ممالک میں 90 فیصد ہمارے ممبر دوسرے مختلف فرقوں سے آئے ہیں۔ مغربی افریقہ کے بعض علاقوں میں نوّے فیصد احمدی عیسائیت سے آئے ہیں۔ عیسائیت کو چھوڑ کر احمدی ہوئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ **تین صدیوں سے زیادہ عرصہ نہیں لگے گا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دنیا میں پھیل جائے گا۔** اللہ کرے کہ تین صدیاں نہ لگیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ **ہم دل جیتتے ہیں کوئی طاقت استعمال نہیں کرتے بلکہ دلوں پر فتح پاتے ہیں۔** بہت سے لوگ خوابوں کے ذریعہ اور نشانات دیکھ کر احمدی ہوتے ہیں۔

اس سوال پر کہ کیا حضور! پوپ سے ملے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے تو ملنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ایک پروگرام میں ہماری کبابیر جماعت کے ہیڈ، امیر صاحب، پوپ کو ملے تھے اور مَیں نے ان کے ہاتھ پوپ کے نام خط بھجوایا تھا جو انہوں نے پوپ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ اس طرح انہیں پوپ سے ملنے اور میرا خط ان تک پہنچانے کا چانس ملا تھا۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آرمی نیشنل گارڈ کے اس وفد کا شکریہ ادا کیا۔ یہ ملاقات سوا بارہ بجے تک جاری رہی۔

سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر آف پاکستان افیئرز کی حضور انور سے ملاقات

ایک دوسرے مہمان Mr. Tim Lender King جو یو ایس سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں ''ڈائریکٹر آف پاکستان افیئرز'' ہیں، اپنی سیکرٹری کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے مسجد بیت الرحمٰن آئے ہوئے تھے۔ موصوف یو ایس سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں ایک سینئر افسر ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لے آئے۔

Mr. Tim نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ ہم حضور سے مل رہے ہیں اور پہلی دفعہ یہاں آکر مل رہے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ ہم پاکستان کے بہت سے ایشوز پر کام کر رہے ہیں۔ مذہبی آزادی کے علاوہ بعض اور امور پر بھی کام کر رہے ہیں۔

......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر آپ پاکستان میں لوگوں کو Confidence دیں، ان کو اعتماد دیں تو آپ بہتر طور پر کام کر سکتے ہیں اور بہتر انداز میں اپروچ (approach) کر سکتے ہیں۔ confidence نہ ہونے کی وجہ سے مُلّاں پاور میں ہے۔ ورنہ مُلّاں کی کوئی پاور نہیں ہے اور لوگ بھی مُلّاں کو پسند نہیں کرتے۔ صرف لوگوں میں اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کریں آپ کے بہت سے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

......حضور انور نے فرمایا آپ کے بعض ساتھی مسلمان ممالک ان انتہا پسندوں کو مدد دیتے ہیں اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے اور آپ سب جانتے ہیں کہ یہ مدد باہر سے دی جارہی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اس کو کنٹرول کریں اور آپ اس کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ آپ کے کنٹرول کرنے سے صرف پاکستان کا ہی فائدہ نہیں بلکہ انتہا پسندی کے ختم ہونے سے ساری دنیا کا فائدہ ہوگا۔

موصوف نے کہا کہ یہ بات درست ہے کہ مختلف ذرائع سے فنڈنگ ہو رہی ہے۔

......ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرا وزٹ اچھا جارہا ہے۔ اپنی جماعت کے لوگوں سے مل رہا ہوں اور خوش ہوں۔ اب جمعہ، ہفتہ، اتوار Harrisburg میں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ وہاں جارہا ہوں۔ چار سال بعد جلسہ سالانہ میں شامل ہو رہا ہوں۔ مجھے علم نہیں کہ آپ کو جلسہ کے لئے دعوت دی ہے یا نہیں۔

اس پر موصوف نے بتایا کہ گزشتہ سال مَیں آپ کے جلسہ میں شامل ہوا تھا۔

......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس جو فنڈنگ (Funding) ہو رہی ہے اس کو کنٹرول کریں۔ بہت سے گروپس ہیں جو اوپر سے کہیں گے کہ ہم نیوٹرل ہیں، غیر جانبدار ہیں۔ لیکن وہ پیچھے رہ کر انتہا پسندوں کو تقویت دے رہے ہیں اور ان کی مدد کر رہے ہیں۔ یہ کام اگرچہ لمبا ہے اور صبر آزما ہے لیکن یہ ہوگا تو حالات بہتر ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان کی جو لیڈرشپ ہے وہ کرپٹ ہے۔ آپ خود بھی جانتے ہیں۔ بظاہر حکومت کا نظام اگرچہ پرائم منسٹر چلا رہا ہے لیکن پرائم منسٹر کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ صدر یکطرفہ یہ سارا نظام چلا رہا ہے۔

......حضور انور نے فرمایا: بلوچستان کے جو حالات ہیں بہت خطرناک ہیں۔ کل کیا ہو سکتا ہے اس بارہ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بعض قبائلی لیڈر پاکستان سے علیحدہ ہونے کی بات کر رہے ہیں اور یہ صورتحال تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

......حضور انور نے فرمایا آپ اس بات کا بھی جائزہ لیں کہ لوگ کیوں امریکہ اور مغربی طاقتوں کے خلاف ہیں۔ آپ جو پالیسی بنائیں اس میں اس کو مدّنظر رکھیں۔

......حضور انور نے فرمایا: ڈرون حملوں نے بھی حالات اور تعلقات کو خراب کیا ہے اور صورتحال مزید خراب ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں بھی آپ کو سوچنا چاہئے۔

......آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بار پھر فرمایا کہ سب سے ضروری یہ ہے کہ پاکستان کی لیڈرشپ میں ایک مضبوط ٹیم بنائیں اور ان کو Confidence اور اعتماد دیں اور پھر بہتری کے لئے جو بھی

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی سیرت کا ایک پہلو شکرگزاری وقدردانی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 اکتوبر 2009ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کے قلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک پہلو یعنی شکرگزاری اور قدردانی پر ایک مضمون شائع ہوا ہے۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کر۔ اگر تجھ سے کوئی برائی ہو جائے تو اس کے معاً بعد کوئی نیکی کر، وہ بدی کے اثر کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق کے ساتھ پیش آ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ پیارا اور اس دن تم سے میری مجلس میں میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے سب سے زیادہ اچھے اخلاق کا مالک ہوگا۔

رسول اکرمؐ کے حسن خلق کا ایک پہلو یہ تھا کہ آپؐ بہت قدردان تھے اور طبیعت میں بہت زیادہ شکر کا جذبہ تھا۔ خدا کے لئے بھی اور خدا کے بندوں کے لئے بھی۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ رسول اکرمؐ جب آپؐ کو قرب الٰہی حاصل ہے تو پھر آپؐ اس طرح عبادت کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں!

چھوٹی چھوٹی بات کی بھی قدر کرتے تھے۔ ممنونیت محسوس کرتے تھے اور اس کا اظہار فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے ایک دفعہ رسول اللہؐ کے لئے وضو کا پانی رکھا تو شکرگزاری کا اظہار اس دعا کے ساتھ کیا کہ اے خدا اس کو دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تفسیر قرآن کا علم بخش۔

ابوزید عمرو بن احطبؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہؐ نے پینے کو پانی مانگا۔ اس پر میں رسول اللہؐ کے لئے ایک برتن میں پانی لایا۔ پیش کرنے لگا تو نظر پڑی کہ اس میں ایک بال ہے۔ میں نے جھٹ سے بال نکال دیا اور صاف پانی رسول اللہؐ کو پیش کیا۔ رسول اللہؐ نے (محبت سے) میری طرف دیکھا اور میرے لئے دعا کی کہ اے اللہ اس کو خوبصورت بنا دے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے آپ کے چہرے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور آپ کو حسن و جمال کی دعا دی۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

اظہار ممنونیت ، قدردانی اور شکر گزاری میں غیروں اور اپنوں میں کوئی تمیز نہیں تھی۔ مطعم بن عدی وہ شخص تھا جس نے رسول اللہؐ کی طائف سے واپسی پر رسول اللہؐ کو پناہ دی تھی اور اپنی پناہ میں مکہ میں رسول اللہؐ کو واپس لایا تھا۔ رسول اللہؐ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں فرمایا ''اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے وہ ان گندے لوگوں کے بارہ میں سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر سے ان کو چھوڑ دیتا۔''

عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ہم (صحابہؓ) ایک سفر میں رسول اکرمؐ کے ساتھ تھے (تبوک سے واپسی کا سفر تھا) رسول اکرمؐ نے مجھے اس ٹولی میں شامل کیا تھا جو اصل قافلہ سے آگے چل رہی تھی اور ہم سب ہی بہت زیادہ پیاسے تھے۔ ہم سفر کر رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو (اونٹ پرسوار) پانی کے دو مشکیزوں پر پیر لٹکائے بیٹھی تھی۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے۔ کہنے لگی یہاں تو کہیں پانی نہیں ہے۔ اس پر ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے ڈیرے سے پانی کتنے فاصلہ پر ہے کہنے لگی اتنے فاصلہ پر پانی ہے کہ ایک پورا دن اور پوری رات چل کر وہاں تک پہنچا جا سکتا ہے (یعنی تقریباً 60 میل) اس پر ہم نے اس سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ رسول اللہؐ کے پاس چلو۔ اس نے جواب دیا کہ کیسا رسول۔ میں تو کسی رسول کو نہیں جانتی۔ عمران کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ جانے کو تیار نہیں تھی لیکن ہم نے اس کو اپنی مرضی نہ کرنے دی۔ اس کو مجبور کر کے رسول اللہؐ کے پاس لے چلے۔ ہم نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ عورت بھی (بمع اپنے پانی کے مشکیزوں کے) ہمارے ساتھ تھی۔ رسول اللہؐ نے ماجرا دریافت کیا۔ اس پر وہ عورت بول پڑی اور جو کچھ اس نے ہمیں پانی کے بارہ میں بتایا تھا۔ وہ رسول اللہؐ کی خدمت میں بھی عرض کیا۔ لیکن اس نے رسول اللہؐ کو مزید یہ بتایا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے۔ رسول اللہؐ نے اس کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ اس کے مشکیزے اتار کر لاؤ اور پھر رسول اللہؐ نے اس کے نچلے دھانوں پر اپنے ہاتھ سے مسح کیا۔ عمران کہتے ہیں اس کے بعد ہم چالیس پیاسے تھے جنہوں نے ان مشکیزوں سے پانی پیا اور خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر ہم نے اونٹوں کو تو پانی نہیں پلایا البتہ قافلہ میں جتنے مشکیزے اور برتن تھے وہ ہم نے اس عورت کے مشکیزوں سے پانی سے بھر لئے۔ لیکن جب آخری برتن بھرا گیا تو بھی عورت کے مشکیزوں کا یہ حال تھا کہ وہ لبالب بھرے ہوئے تھے لگتا تھا کہ پانی ان کو پھاڑ کر باہر نکل آئے گا۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو عمران کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اچھا اب جو جو کھانے کا سامان تمہارے پاس ہے لاؤ۔ پھر اس عورت کے لئے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کر دی گئیں وہ یہ سامان اور اپنا پانی لے کر واپس ہوئی۔ اپنے عزیزوں کے پاس پہنچی تو کہنے لگی کہ میں آج ایک ایسے انسان سے مل کر آئی ہوں جو یا تو بہت بڑا جادوگر ہے یا وہ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں نبی ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ اس عورت کے ذریعہ سے خدا نے اس کے قبیلہ کو ہدایت دی وہ خود بھی مسلمان ہوگئی اور اس کا قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا۔

دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے اس عورت نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا کہ یہ شخص جادوگر اس لئے نہیں ہوسکتا کہ جادوگر وہ اخلاق نہیں دکھا سکتا جو اس نے دکھائے۔ یہ یقیناً خدا کا نبی ہے۔

ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ کو تریں بہت پسند تھیں معوذ نے میرے ہاتھ رسول اکرمؐ کو ایک صاع تازہ کھجوروں کا اور ایک صاع چھوٹی تر کا بطور تحفہ بھیجا۔ نیچے کھجوروں والا برتن تھا اوپر تریں تھیں۔ ربیع کہتی ہیں کہ ان دنوں رسول اکرمؐ کے پاس بحرین سے زیورات آئے ہوئے تھے میں نے جب یہ تحفہ پیش کیا تو رسول اکرمؐ نے اپنی مٹھی ان زیورات سے بھری اور مجھے دے دئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے مجھے اتنا زیور دیا جو میری مٹھی میں آجاتا اور پھر فرمایا کہ اسے پہنو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے آپؐ سے نیکی کی ہو اور آپؐ نے اس کا بدلہ نہ دیا ہو خواہ دعا ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو۔

اسمٰعیل بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ان کے دادا عبداللہ بن ربیعہ نے بتایا کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے چالیس ہزار (کی رقم) قرض لی۔ پھر جب رسول اللہؐ کے پاس مال آیا تو رسول اللہؐ نے میرا قرض واپس کر دیا اور ساتھ ہی مجھے دعا دی کہ بارك اللّٰه فی اهلك و مالك کہ خدا تیری اولاد اور تیرے مال میں برکت ڈالے اور فرمایا کہ قرض کا بدلہ تو یہی ہے کہ قرض دہندہ کا شکریہ ادا کیا جائے اور اس کے حق میں دعا کی جائے اور اس کا قرض واپس کیا جائے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ تحفہ قبول کیا کرتے تھے اور پھر اپنی طرف سے تحفہ دے کر اس تحفہ کو لوٹاتے بھی تھے۔

صحابہؓ جس طرح آپؐ سے محبت کرتے اور اس محبت کا اظہار کرتے تھے آپؐ اس کی بہت قدردانی فرماتے تھے۔ مسلم کی ایک لمبی حدیث ہے جس میں ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں (اغلباً تبوک سے واپسی کا سفر ہے) رات آئی۔ سب لوگ اپنے اپنے دھیان میں چلے جا رہے تھے لیکن ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی اونٹنی رسول اکرمؐ کی سواری کے ساتھ رکھی ہوئی تھی اور میری نگاہ رسول اللہؐ پر تھی جب نصف رات گزر گئی تو رسول اللہؐ سواری پر سو گئے۔ رسول اللہؐ سوتے سوتے اپنی کاٹھی سے کھسک گئے میں نے آگے بڑھ کر رسول اللہؐ کو سہارا دیا اور رسول اللہؐ کو کاٹھی پر سیدھا کر دیا لیکن میں نے بڑی احتیاط سے ایسا کیا کہ کہیں رسول اللہؐ کی آنکھ نہ کھلے اور میں اس مقصد میں کامیاب رہا۔ کچھ رات گزری تو پھر ایسا ہی ہوا اور میں نے پھر بغیر رسول اللہؐ کو جگائے رسول اللہؐ کو سہارا دے کر سیدھا کر کے بٹھا دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر صبح کے قریب رسول اللہؐ کو نیند میں زیادہ زور سے جھٹکا لگا اور رسول اللہؐ گرنے لگے تب میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر رسول اللہؐ کو سہارا دیا۔ اس دفعہ رسول اللہؐ کی آنکھ کھل گئی۔ ابھی اندھیرا تھا مجھے پہچانا نہیں۔ فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ابوقتادہ۔ فرمایا کہ کب سے اس طرح میرے ساتھ چل رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہؐ سرِ شام سے ہی جب سے سفر شروع کیا ہے رسول اللہؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اس پر آپؐ نے مجھے دعا دی جس طرح تُو نے خدا کے نبی کی حفاظت کی اللہ تیری حفاظت کرے۔

جب دین کی کوئی خدمت کرتا تو اس پر اظہار محبت اور اظہار تشکر کا انداز اَور ہی ہوتا تھا۔ جنگ احزاب کے موقع پر حضرت حذیفہؓ کو دشمنوں کا حال معلوم کرنے کو بھیجا۔ سخت سردی تھی کہتے ہیں جب میں ان کا حال دریافت کر کے واپس آیا تو مجھ پر شدید کپکپی طاری تھی جیسے میں ٹھنڈے حمام سے نکلا ہوں میں نے رسول اللہؐ کو آکر صورت حال بتائی اس وقت رسول اللہؐ نے اپنی نماز کی چادر اوڑھی ہوئی تھی رسول اللہؐ نے میری حالت دیکھی تو مجھے اپنے پاس لٹا کر میرے اوپر اپنی چادر کا ایک حصہ اوڑھا دیا۔ میں وہیں رسول اللہؐ کے پاس بالکل قریب رسول اللہؐ کی چادر کی گرمی میں لیٹا لیٹا سو گیا صبح رسول اللہؐ نے مجھے جگایا اور فرمایا کہ اب تو بہت سو لئے صبح ہوگئی ہے اٹھو۔

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے کسی کے لئے رسول اللہؐ کو یہ کہتے نہیں سنا کہ میرے ماں باپ تیرے پر قربان ہوں سوائے سعد بن مالک کے۔ جنگ احد کا موقع تھا۔ سعد مسلمانوں کی طرف سے تیراندازی کر رہے تھے اور رسول اللہؐ ان کے پاس کھڑے کہتے جاتے تھے سعد تیرے پر میرے ماں باپ قربان تُو اسی طرح تیر چلاتا جا۔ سعد تیرے پر میرے ماں باپ قربان تو اسی طرح تیر چلاتا جا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/جولائی 2009ء میں شامل اشاعت مکرم الیاس ناصر دہلوی صاحب کے طویل نعتیہ کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

محمدؐ اور احمدؐ ہیں آقا کے نام
شفیع الوریٰ اور خیر الانام
تمام انبیاء کے ہیں خاتم امام
نہ حاصل کسی اور کو یہ مقام
خدا اور فرشتوں کا ہر دم سلام
رسولِ خدا مرحبا السلام

دیا حق نے قرآن نور الہدیٰ
سماوی کتب میں یہ بدرالدجیٰ
ہر اک خیر اس میں یہ خیرالوریٰ
ضیائے جہاں کا یہ شمس الضحٰے
مکمل ہدایت کا یہ انصرام
رسولِ خدا مرحبا السلام

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12/ستمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کے کلام بعنوان ''اعتکاف کے دس دن'' سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

خوب راز و نیاز کی راتیں، خوب سوز و گداز کے دن ہیں
آنسوؤں سے وضو کیا دل نے، عاشقوں کی نماز کے دن ہیں
بند کر لے کواڑ دنیا سے، ہاں یہی احتراز کے دن ہیں
قصّہِ غم طویل کر عرشیؔ، داستانِ دراز کے دن ہیں
حالِ دل آج بے جھجک کہہ دے، کل یہ سوزِ نہاں رہے نہ رہے
کل کے دن کی کسے خبر پیارے، کل کا دن مہرباں رہے نہ رہے

تیرے در پر ہی دل بہلتا ہے، تیری چوکھٹ پہ جاں سنبھلتی ہے
زخم سارے تجھی کو دکھلاؤں، دل میں یہ آرزو مچلتی ہے
آنسوؤں کی گھٹائیں دے مالک، میرے دل کی زمین جلتی ہے
خُوب رو لوں تو چین آ جائے، بھاپ یونہی کہاں نکلتی ہے
تیری رحمت ہے آنسوؤں کی جھڑی، کل یہ چشمہ رواں رہے نہ رہے
کل کے دن کی کسے خبر پیارے، کل کا دن مہرباں رہے نہ رہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

17th August 2012 – 23rd August 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 17th August 2012

00:05 MTA World News
00:25 Seerat-un-Nabi
01:10 Dars-ul-Qur'an
02:45 Calling all Cooks: cooking competition programme
03:25 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
04:15 Kehkashaan: a discussion programme on I'tikaf
04:55 Beacon of Truth: a talk show answering questions about Islam
06:00 Tilawat
06:50 Dars-e-Hadith
07:10 Yassarnal Qur'an
07:25 Rah-e-Huda
09:00 Indonesian Service
10:05 Darsul Qur'an
12:00 Live Friday Sermon: delivered by Huzoor live from Baitul Futuh Mosque, London
13:15 Seerat-un-Nabi (saw)
14:05 Tilawat
14:20 Yassarnal Qur'an [R]
14:35 Bengali Service
15:50 Al-Maa'idah: culinary programme
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Fiq'ahi Masa'il
18:00 MTA World News
18:25 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
19:30 Beacon of Truth
20:35 Yassarnal Qur'an [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:15 Darsul Qur'an [R]

Saturday 18th August 2012

00:00 Tilawat
01:00 MTA World News
01:20 Yassarnal Qur'an
01:40 Darsul Qur'an
03:25 Tilawat
04:20 Friday Sermon: rec. on 17th August 2012
Al-Maa'idah: culinary programme
05:25 Fiq'ahi Masa'il
06:00 Tilawat
06:45 Dars-e-Hadith
07:00 International Jama'at News
07:35 Al-Tarteel
08:05 Friday Sermon [R]
09:15 Story Time
09:40 Indonesian Service
10:40 Issues About Ramadhan: a programme exploring Eid-ul-Fitr
11:15 Darsul Qur'an
12:55 Tilawat
13:05 Story Time: Islamic stories for children
13:30 Al-Tarteel
14:00 Bengali Service
15:20 Issues About Ramadhan [R]
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 MTA World News
18:25 Issues About Ramadhan [R]
18:45 Dars-e-Hadith [R]
19:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
20:00 International Jama'at News
20:35 Story Time [R]
21:05 Darsul Qur'an [R]
22:35 Friday Sermon [R]
23:50 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq

Sunday 19th August 2012

00:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq
00:50 Issues About Ramadhan: a programme exploring Eid-ul-Fitr
01:15 Darsul Qur'an
03:00 Tilawat
03:50 Friday Sermon: rec. on 17th August 2012
04:55 Seerat-un-Nabi
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:20 Yassarnal Qur'an
07:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class with Huzoor recorded on 1st February 2009
08:45 Faith Matters
09:55 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an
12:50 Tilawat
13:00 Friday Sermon
14:10 Bengali Reply to Allegations
15:05 Seerat-un-Nabi
15:55 Faith Maters
17:00 Yassarnal Qur'an
17:20 Kids Time
18:00 MTA World News
18:25 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
19:35 Dars-ul-Qur'an [R]
21:25 Blessings of Khilafat
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq

Monday 20th August 2012

00:00 MTA World News
00:20 Dars-ul-Qur'an
02:10 Seerat-un-Nabi
02:55 Tilawat
04:00 Friday Sermon: rec. on 17th August 2012
05:30 Blessings of Khilafat
06:05 Tilawat
06:25 Eid-ul-Fitr Moshaa'irah
06:45 Peace Symposium: held in Qadian
08:45 Kehkashaan: a discussion programme on Eid-ul-Fitr
09:30 Live Eid-ul-Fitr proceedings fom Baitul Futuh, London, including the Eid sermon
12:35 Eid-ul-Fitr Moshaa'irah [R]
12:55 Friday Sermon: rec. on 3rd November 2006
14:05 Huzoor's Tour of Europe
15:45 Eid-ul-Fitr proceedings [R]
18:45 Moshaa'irah: organised by Ansarullah, Qadian
20:00 Peace Symposium [R]
22:05 Eid-ul-Fitr proceedings [R]

Tuesday 21st August 2012

01:15 Tilawat
01:30 Huzoor's Tour of Europe
02:20 Moshaa'irah: organised by Ansarullah, Qadian
03:35 Eid-ul-Fitr Moshaa'irah
03:55 Eid-ul-Fitr proceedings fom Baitul Futuh, London, including the Eid sermon, recorded on 20th August 2012
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Qur'an
07:00 Jalsa Salana Germany: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah, on 25th June 2011
08:00 Insight: science and medicine news
08:30 Sydney: exploring famous tourist attractions in Sydney
09:00 Question and Answer session: English session with Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 13th April 1996
10:00 Indonesian Sevice
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon recorded 29th July 2011
12:15 Tilawat
12:25 Insight
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Real Talk
14:00 Bengali Service
15:00 Khilafat Centenary Moshaa'irah
15:55 Prophecies in the Bible
16:20 Seerat-un-Nabi
16:55 Learning French
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:20 Jalsa Salana Germany [R]
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon recorded 17th August 2012
20:30 Insight
21:00 Prophecies in the Bible [R]
21:25 Sydney [R]
22:10 Serat-un-Nabi [R]
22:55 Question and Answer session [R]

Wednesday 22nd August 2012

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat
00:25 Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Qur'an
01:20 Jalsa Salana Germany: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah, on 25th June 2011
02:25 Learning French
03:00 Sydney: exploring famous tourist attractions in Sydney
03:30 Prophecies in the Bible
04:10 Seerat-un-Nabi
04:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th September 1997
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Germany: concluding address by Huzoor on 26th June 2011
08:00 Real Talk
09:05 Question and Answer session: English session with Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 15th June 1996. Part 1
10:00 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:15 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:50 Al-Tarteel
13:10 Friday Sermon: rec. on 17th November 2006
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Fiq'ahi Masa'il
15:30 Kids Time
16:00 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:20 Jalsa Salana Germany [R]
19:30 Real Talk [R]
20:35 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00 Kids Time [R]
21:35 Dua-e-Mustaja'ab
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday 23rd August 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat
00:50 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Salana Germany: concluding address by Huzoor on 26th June 2011
02:20 Fiq'ahi Masa'il
02:50 Moshaa'irah
03:50 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th October 1997
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
06:55 Reception for Huzoor: held by Lod Provost of Glasgow
08:00 Beacon of Truth: an English discussion programme exploring various matters relating to Islam
09:00 Tarjamatul Qur'an class: rec. on 17th January 1996
10:05 Indonesian Service
11:05 Pushto Service
12:00 Tilawat
12:10 Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an
12:45 Beacon of Truth [R]
14:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon recorded 17th August 2012
15:05 Aaina
15:50 Maseer-e-Shahindgan
16:20 Inikhab-e-Sukhan
17:20 Tarjamatul Qur'an class [R]
18:25 Yassarnal Qur'an [R]
18:45 MTA World News
19:15 Reception for Huzoor [R]
20:20 Faith Maters [R]
21:20 Ashab-e-Ahmad
21:50 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:55 Faith Maters [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 Friday 10 August , 2012 Issue No. 32

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ اپریل 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(چوتھی قسط)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ عاجز خدائے تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادانہیں سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہریک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آرہی ہیں کہ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۔اللہ جل جلالہ کی طرف سے یہ ندا ہے کہ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی بیخ کنی کرو۔اور ایک طرف الہام ہوتا ہے یَتَرَبَّصُوْنَ عَلَیْکَ الدَّوَائِرَ عَلَیْھِمْ دَائِرَۃُ السَّوْءِ اور ایک طرف وہ کوشش کررہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کریں اور ایک طرف خدا وعدہ کررہاہے کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَاِھَانَتَکَ۔ اَللّٰہُ اَجْرُکَ۔ اَللّٰہُ یُعْطِیْکَ جَلَالَکَ۔اور ایک طرف مولوی لوگ فتوے پر فتوے لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہوجاتا ہے اور ایک طرف خدائے تعالیٰ اپنے اس الہام پر بتواتر زوردے رہاہے کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑرہے ہیں۔اب دیکھئے کہ فتح کس کی ہوتی ہے۔''

(نشان آسمانی،روحانی خزائن جلد چہارم صفحہ:398،399)

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان سے موصول ہونے والی ماہانہ Persecution Report بابت ماہ اپریل 2012ء سے ماخوذ چند المناک واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

ربوہ!! کیا یہ نام لینا منع ہے؟؟

لاہور، 29اپریل: پاکستان کے معروف بینک ''نیشنل بینک'' نے ''ایک قوم ایک بینک'' کے عنوان سے مہم شروع کی تا ملک کے ان ہیروز کو خراج تحسین پیش کیا جاسکے جو پذیرائی سے محروم ہیں۔اس سلسلہ میں ان کا اوّلین انتخاب گیارہ سالہ احمدی بچی ستارہ اکبر تھی جو غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک ہونے کے باوجود تاحال دادو تحسین سے محروم بلکہ نظر انداز ہے۔روزنامہ ڈان کے صفحہ اول پر ستارہ اکبر کی ایک بڑی فوٹو لگا کر درج ذیل تحریر درج کی گئی:

''غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک یہ بچی جس نے خارق عادت عزم وہمت سے کام لے کر ثابت کیا ہے کہ ہر عام سمجھا جانے والا بچہ بھی ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔ چنیوٹ سے تعلق رکھنے والی ستارہ اکبر نے نو سال کی عمر میں او لیول کیمسٹری کے مضمون میں پاس کرکے عالمی ریکارڈ بنایا تھا جبکہ گیارہ سال کی عمر میں او لیول کے امتحان میں کئی مضامین میں غیر معمولی کارکردگی دکھائی۔''میری صلاحیتیں،میری محنت اور میری ساری کامیابیاں میرے وطن کے لئے وقف ہیں''۔

یہ سارا بیان غیر جانب دار اور قابل قدر ہے سوائے ایک امر کے۔ستارہ اکبر چنیوٹ نہیں، ربوہ (چناب نگر) کی رہائشی ہے۔اتنی بڑی عمداً کی گئی تبدیلی کا پس منظر اور محرک ہے کیا؟ مذکورہ بالا دونوں شہر اپنی الگ الگ شناخت رکھتے ہیں اور ایک بڑے دریا چناب کے شرقی اور غربی کناروں پر آباد ہیں۔دونوں شہروں کی اپنی اپنی انتظامیہ ہے حتی کہ دونوں کا پس منظر اور تاریخ بھی مختلف ہے۔چنیوٹ کے باسی کبھی خود کو ربوہ کے شہری کہلوانا پسند نہیں کرتے ہیں اور ربوہ کے رہائشی خود کو ربوہ کی طرف منسوب کرکے ہی فخر محسوس کرتے ہیں (یاد رہے کہ سال 2000ء میں مولویوں اور سیاست دانوں کے اکٹھ نے اہلیان ربوہ کی مرضی کے برخلاف شہر کا نام تبدیل کرکے ربوہ سے چناب نگر کردیا تھا)

لگتا ہے کہ نیشنل بینک کی تشہیری مہم کے کرتوں دھرتوں نے جانتے بوجھتے ہوئے شہر کا نام تبدیل کیا ہے اور اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں:

☆......مولوی اور پاکستان کی زرد صحافت نے ربوہ کا نام اس حد تک بدنام کردیا ہے کہ بینک کی انتظامیہ نے سوچا کہ اگر یہ نام آیا تو شائد اس اشتہار کو اشاعت کی ہی اجازت نہ ملے۔اور ایک مدت سے جاری ربوہ شہر کے نام کو مسخ کرکے پیش کرنے کی مہم میں پاکستان کی حکومت کے بالواسطہ ملوث ہونے سے انکار کرنا مشکل ہے۔

☆......ربوہ شہر کا نام آنے سے اس قومی اثاثے کا مذہبی عقیدہ سامنے آنے کا اندیشہ تھا لہٰذا سیکیورٹی وجوہات نے ربوہ کو چنیوٹ کردیا ہوگا۔

☆......مذہبی منافرت اور تعصّبات پھیلانے کی روش آج کل پاکستان میں پورے عروج پر ہے ایسے میں ربوہ شہر کا نام آنے سے بینک والوں کو خطرہ محسوس ہوا کہ اس طرح تو ان کی ساری مہم کا مرکزی پیغام ہی بے اثر چلا جائے گا۔

قصّہ کوتاہ، ربوہ شہر کا نام ذکر نہ کرنے کی جو بھی وجوہات ہوں یہ تازہ واقعہ کسی حد تک یہاں کی احمدی آبادی کے ساتھ جاری سلوک کا آئینہ دار ہے۔ویسے اب احمدیوں کے ساتھ ہونے والا سلوک کوئی ڈھکا چھپا بھی تو نہیں ہے!

سرگودھا میں فسادی

☆......**چک نمبر 152 شمالی سرگودھا، 3اپریل:** مکرم علی محمد صاحب کی اپنے گاؤں کے مرکزی بازار میں دوکان ہے اور دوکان کے باہر بورڈ پر آپ کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ایک دن مذہبی انتہا پسندی کی کمائی کھانے والوں کا گروہ آپ کی دوکان کے باہر جمع ہوا اور حکم دیا کہ فوری طور پر اس بورڈ سے ''محمد'' کا لفظ مٹادو اور اگر تم ایسا نہ کیا تو خطرناک نتائج کے ذمہ دار تم خود ہوگے۔ اوران قانون شکنوں نے بورڈ پر سے ''پروپرائٹر: علی محمد'' ختم کرواکر دم لیا۔

☆......**سرگودھا، 4اپریل:** خواجہ ذیشان صاحب کی شہر کی سبزی منڈی میں سبزیوں کی دوکان ہے۔ ایک دن چند مولوی دوکان کے باہر اکٹھے ہوئے اور جماعت احمدیہ کے خلاف نعرے بازی کی اور مارکیٹ کے مالک قریشی صاحب سے مطالبہ کیا کہ اس احمدی سے یہ دوکان خالی کروائے۔

ان مولویوں کی اس اشتعال انگیزی اور تازہ خرابی کا پس منظر یہ ہے کہ قریشی صاحب نے مارکیٹ کی مسجد سے ان مولویوں کو ان کی شدت پسندی کی وجہ سے بے دخل کردیا تھا اور ان فسادیوں کو سوائے ایک احمدی کی دوکان خراب کرنے کے پوری مارکیٹ میں کچھ اور نہ ملا جس پر اپنا غصہ نکال سکیں۔

قانون سازوں کا شہر ہی قانون کے احترام سے عاری

☆......**اسلام آباد:** ضلع اسلام آباد کی حدود میں واقع خانقاہ سراجیہ والے آج کل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جاری کردہ ایک پمفلٹ کی عام تقسیم پر کمربستہ ہیں۔ اس ظالمانہ پرچے پر حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی مقدس اور مبارک نورانی تصویر نہایت بیدردی سے مسخ کرکے پرنٹ کی ہوئی ہے اور خانقاہ سراجیہ کے مولوی فقیر محمد خان کا لکھا ہوا خط بھی درج ہے۔ جس کا مفہوم ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ویسے یہاں طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان میں دوہرے معیار کیوں ہیں؟ آج دنیا کے کسی کونے میں کوئی جاہل فرد یا ادارہ اللہ کے کسی نبی کو سچا نہ سمجھ کر اس کی توہین کرتا ہے تو پاکستان کے مولوی احتجاج کے نام پر راستوں کے حقوق کے متعلق فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے جمع ہوجاتے ہیں جبکہ وہ خود ہر روز ایک نبی اللہ کی بلاواسطہ اور باقی انبیاء کی بالواسطہ توہین اور گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔کافر اور مسلم کا ایک معیار ہوتا ہے اور منافق کے دو!!

مولوی فقیر محمد خان کے خط کا مضمون ملاحظہ ہو۔

''معزز علمائے کرام! آپ کا شرف اور مرتبہ اور بلند ہو۔اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔آپ جانتے ہی ہیں کہ کس طرح قادیانی،مرزائی مسلمانوں کو کھلم کھلا گمراہ کرتے پھر رہے ہیں۔مَیں آپ لوگوں کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ اپنے خطبات میں کم از کم دس سے پندرہ منٹ ہر ماہ میں ایک دفعہ عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر دیا کریں۔نیز قادیانیوں، مرزائیوں کے مکروہ چہرہ سے بھی پردہ اٹھا کر اپنی نئی نسل کی آنکھیں کھولیں۔یہ فریضہ انجام دے کر ہم اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم کے مستحق ٹھہریں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ میری اس درخواست پر کھلے دل سے متوجہ ہوں گے۔والسلام: فقیر محمد خان، خانقاہ سراجیہ''۔

یہ پمفلٹ پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 153-A کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے اور آئین میں اس کی سزا پانچ سال قید اور جرمانہ لکھا ہوا ہے۔آئین اور قانون کی بالادستی پر یقین رکھنے والی احمدیہ جماعت نے یہ پمفلٹ بمع تمام تفاصیل متعلقہ سرکاری حکام کو بغرض ملاحظہ و کارروائی بھیجا ہے۔لیکن شائد ایسی ہی صورت حال کے متعلق اسداللہ خان غالب نے کہا ہے:

قاصد کے آتے آتے اک خط اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

(باقی آئندہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں میں سے ایک یہ بھی بہت بڑا احسان ہے ہم پر کہ دعاؤں کو مانگنے کے ہمیں طریقے بھی سکھائے۔ایک دعا کا ذکر احادیث میں اس طرح ملتا ہے جو دراصل تو ہمارے لئے ہی ہے۔ہم میں سے ہر ایک کو یہ دعا کرنی چاہئے۔حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے کہ: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعَۃِ ۔ کہ اے اللہ مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو خشوع نہیں کرتا اور ایسی دعا سے جو سنی نہیں جاتی اور ایسے نفس سے جو سیر نہیں ہوتا اور ایسے علم سے جو نفع رساں نہیں ہے۔میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں ان چاروں سے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اس دعا کو سمجھنے والے بھی ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 3/اگست 2012ء)